بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 71

شمارہ 30

ایڈیٹر: منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

28 ذوالحجہ 1443 ہجری قمری • 28 وفا 1401 ہجری شمسی • 28 جولائی 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَۃً لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَاغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝

(الممتحنۃ: 6)

(ترجمہ) اے ہمارے ربّ! ہمیں اُن لوگوں کے لئے ابتلا نہ بنا جنہوں نے کفر کیا اور اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے یقیناً تُو کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22 جولائی 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ کی اجازت اس کے کہنے میں کہاں تک ہے جب تک یہ نہ سوچ لو مت بولو، ایسے بولنے سے جو شرارت کا باعث اور فساد کا موجب ہو، نہ بولنا بہتر ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے۔ زبان سے ہی تکبر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آجاتی ہیں اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریا کاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کا زیاں بہت جلد پیدا ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ناف کے نیچے کے عضو اور زبان کو شر سے بچاتا ہے اس کی بہشت کا ذمہ دار میں ہوں۔ حرام خوری اس قدر نقصان نہیں پہنچاتی جیسے قولِ زور۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حرام خوری اچھی چیز ہے۔ یہ سخت غلطی ہے، اگر کوئی ایسا سمجھے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص جو اضطراراً سؤر کھا لے تو یہ امر دیگر ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی زبان سے خنزیر کا فتویٰ دے دے تو وہ اسلام سے دور نکل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال ٹھہراتا ہے۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ زبان کا زیاں خطرناک ہے۔ اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو، نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو۔

ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت اسکے کہنے میں کہاں تک ہے۔ جب تک یہ نہ سوچ لو مت بولو۔ ایسے بولنے سے جو شرارت کا باعث اور فساد کا موجب ہو، نہ بولنا بہتر ہے، لیکن یہ بھی مومن کی شان سے بعید ہے کہ امر حق کے اظہار میں رکے۔ اسوقت کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت اور خوف زبان کو نہ روکے۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا تو اپنے پرائے سب کے سب دشمن ہو گئے مگر آپ نے ایک دم بھر کیلئے بھی کسی کی پرواہ نہ کی یہاں تک کہ جب ابو طالب آپ کے چچا نے لوگوں کی شکایتوں سے تنگ آکر کہا۔ اُسوقت بھی آپ نے صاف طور پر کہہ دیا کہ میں اسکے اظہار سے نہیں رک سکتا۔ آپ کا اختیار ہے، میرا ساتھ دیں یا نہ دیں۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 382 مطبوعہ قادیان 2018)

اہل قرآن کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہماری طرح کے آدمی تھے انکی بات کیوں مانیں جو قرآن کریم میں ہے وہ مانیں گے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کا فہم سب سے زیادہ دیا تھا، وہ قرآن کریم سے جو مطالب اخذ کرتے تھے ہم نہیں کر سکتے ہمارا یہ حق ہے کہ یہ بحث کریں کہ یہ حدیث صحیح نہیں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ حدیث تو صحیح ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غلطی کی، نعوذ باللہ

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ النحل آیت 90 وَیَوۡمَ نَبۡعَثُ فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیۡدًا عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَجِئۡنَا بِکَ شَہِیۡدًا عَلٰی ہٰۤؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّہُدًی وَّرَحۡمَۃً وَّبُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ کی تفسیر فرماتے ہیں:

اس آیت میں پہلی آیت کے مضمون کو مکمل کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے جب سب نبی اپنے اپنے نمونہ کو پیش کریں گے اس وقت تُو بھی ان لوگوں پر بطور گواہ پیش ہوگا اور ہم تجھے دکھا کر ان سے پوچھیں گے کہ یہ بھی تو تم میں سے ایک تھا یہ کیوں شرک وغیرہ بدعقائد میں نہ پھنسا اور کیوں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن کر دوسروں کی ہدایت کا موجب ہوا۔ کیا اسی وجہ سے نہیں کہ اس پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہوا تھا اور تم اس سے محروم تھے بلکہ اس کلام کی ضرورت ہی محسوس نہ کرتے تھے۔

اسکے بعد اس وحی کی برکات کیطرف اشارہ فرمانے کیلئے فرماتا ہے اے محمد صلعم نے تجھ پر وہ کتاب اتاری ہے جسمیں ہر روحانی ضرورت کی تشریح ہے اور اسمیں رحمت اور ہدایت کے سامان ہیں۔ یعنی تجھ میں اور تیری قوم کے لوگوں میں جو فرق ہے وہ اسی کلام کیوجہ سے ہے۔

یہاں کُلِّ شَیۡءٍ سے دنیا کی ہر چیز مراد نہیں بلکہ وہ چیزیں مراد ہیں جو اسی کتاب سے مناسبت رکھتی ہیں۔ کوئی استاد اگر اپنے شاگرد کو کہے کہ ساری کتب اٹھا لاؤ تو اسکا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ لائبریری کی سب کتب اٹھا لائے۔ بلکہ اسکا مطلب صرف یہ ہوگا کہ اپنی کتب اٹھا لاؤ۔ ایسا ہی یہاں پر کُلُّ سے مراد وہ چیزیں ہیں جو روحانیت کی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ بعض مسائل کی تفسیر صرف احادیث میں ملتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصول سب قرآن کریم میں بیان ہیں۔ جو تفاسیر احادیث میں بیان ہیں وہ قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کا فہم سب سے زیادہ دیا تھا۔ وہ قرآن کریم سے جو مطالب اخذ کرتے تھے ہم نہیں کر سکتے۔ پس اگر آپ نے قرآنی مطالب کی بعض تفاصیل بیان کی ہیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ قرآن کریم نامکمل ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کامل فہم سے ان مسائل کا قرآن سے استنباط کیا، گو ہمارا ذہن اس باریکی کو نہیں پہچان سکا۔

اہل قرآن کہلانے والوں کو اس مسئلہ میں سخت غلطی لگی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرح کے آدمی تھے ان کی بات کیوں مانیں جو قرآن کریم میں ہے وہ مانیں گے۔ حالانکہ رسول کریمؐ کی بات کے ماننے کا سوال ہی نہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ آپ ہم سے قرآن کریم کو زیادہ سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے متعلق جو کچھ فرماتے تھے وحی الٰہی کے مطابق فرماتے تھے غلطی نہیں کرتے تھے۔ پس جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اس کے فہم قرآن کو دوسروں کے فہم پر مقدم کیا جائے گا۔ ہمارا یہ حق ہے کہ یہ بحث کریں کہ یہ حدیث صحیح نہیں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ حدیث تو صحیح ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلطی کی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ قرآن کریم کی تعلیم کے بارہ میں آپؐ کی تفسیر اگر ہماری سمجھ میں نہیں آتی تو بھی آپؐ ہی کی تفسیر کو ہمیں صحیح ماننا پڑے گا بشرطیکہ جس حدیث میں وہ مذکور ہے وہ صحت احادیث کے اصول پر پوری اُترتی ہو۔

اس جگہ قرآن کریم کے چار کام بتائے ہیں۔ (1) تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ ہے یعنی سب ضروری امور روحانیت کی تشریح اس میں موجود ہے (2) ہدایت ہے (3) رحمت ہے (4) مومنوں کے لئے بشارت ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 218 مطبوعہ قادیان 2010)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے

(2072) حضرت مقدام (بن معدی کرب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کا اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانا کھانے سے بڑھ کر کوئی کھانا نہیں اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی ہی کھایا کرتے تھے۔

آسودہ حال سے نرمی کرنا اور تنگ دست کو مہلت دینا

(2077) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں میں جو تم سے پہلے تھے، ملائک نے جب ایک شخص کی روح کا استقبال کیا تو انہوں نے کہا: کیا تُو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ تو اُسنے کہا: میں اپنے نوجوانوں کو یہ حکم دیا کرتا تھا کہ وہ آسودہ حال کو مہلت دیا کریں اور اس سے درگزر کریں (حضرت حذیفہؓ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے) فرمایا: فرشتوں نے بھی اس سے درگزر کی۔ ایک اَور روایت کے مطابق اُس نے کہا مَیں آسودہ حال سے نرمی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیتا تھا۔

(2078) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تاجر تھا جو لوگوں کو قرض پر مال دیا کرتا تھا۔ جب وہ تنگ دست کو دیکھتا تو اپنے نوجوانوں کو کہتا: اس سے درگزر کرو، شاید اللہ تعالیٰ بھی ہم سے درگزر فرمائے۔ سو اللہ تعالی نے اس سے درگزر فرمایا۔

(بخاری، جلد 4، کتاب البیوع، مطبوعہ 2008ء قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 8 جولائی 2022ء (مکمل متن)

خطاب حضور انور جلسہ سالانہ برطانیہ 2 اگست 2019ء

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

خطاب حضور انور جلسہ سالانہ جرمنی 15 اگست 2009ء

اہم سوالات کے جوابات از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

وصایا

نماز جنازہ حاضر وغائب

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے
اگر اسکے برخلاف ثابت ہو تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ
ایسے ثابت کنندہ کو مَیں ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ”حقیقۃ الوحی“ رُوحانی خزائن جلد 22 سے پیش کر رہے ہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپؑ کی تائید و نصرت میں اللہ تعالیٰ نے طاعون کا نشان ظاہر فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں طاعون کی وبا پھوٹنے کا ذکر قرآن مجید اور احادیث کے علاوہ توریت وانجیل میں بھی ہے۔ چنانچہ ”ذکریا 14 باب میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے عہد میں سخت طاعون پڑیگی۔“ (نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 420) نیز ”مسیح موعود کے وقت طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے ذکریا ۱۲/۱۴، انجیل متی ۲۴/۸، مکاشفات ۲۲/۸۔“ (کشتی نوح جلد 19 صفحہ 5 حاشیہ) اسی طرح شیعہ سنی ہر دو کتب میں مہدی کے وقت میں طاعون پڑنے کا ذکر ہے۔ اکمال الدین جو شیعہ کی بہت معتبر کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ ”یہ بھی اس کے (یعنی امام مہدی کے۔ ناقل) ظہور کی ایک نشانی ہے کہ قبل اس کے کہ قائم ہو یعنی عام طور پر قبول کیا جائے دُنیا میں سخت طاعون پڑے گی یہاں تک کہ ایک گھر میں جو سات آدمی ہوں گے اُن میں سے صرف دو رہ جائیں گے اور پانچ مرجائیں گے۔“ (نزول المسیح صفحہ 397) قرآن وحدیث اور آسمانی صحیفوں کی پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی طاعون کی وبا پھوٹنے سے بیس بائیس برس قبل ایسے الہامات کئے تھے جن سے پتا چلتا ہے کہ یہ خبر آپؑ کو پہلے سے دے دی گئی تھی کہ ایک وقت آئے گا جب ہر طرف سے آپؑ کا انکار کیا جائے گا اور آپؑ کو کافر وملحد و دجال کہکر پکارا جائے گا اور سخت تکذیب آپؑ کی کی جائیگی تب اللہ تعالیٰ اس وبا کو آپؑ کی تائید میں لائیگا تا کہ لوگوں پر آپؑ کی صداقت واضح ہو اور اُن کا دل و دماغ آپؑ کو قبول کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔ چنانچہ من جملہ اُن پیشگوئیوں میں سے ایک یہ بھی ہے : **”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“** یہ زور آور حملے مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے رہے جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں، مثلاً کبھی یہ حملہ لیکھرام کی قہری تجلّی کے نشان کے طور پر ظاہر ہوا اور کبھی عبد اللہ آتھم کے نشان کے طور پر اور کبھی طاعون کی شکل میں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود تشریح فرمائی ہے کہ طاعون بھی زور آور حملوں میں سے ایک حملہ تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ طاعون بہت ہی پُرزور، بہت ہی پُرہیبت و ہوش رُبا حملہ تھا۔ ذیل میں ہم آپؑ کے طاعون سے متعلق الہامات، رؤیا وکشوف کا ذکر کرتے ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

”اور اگر کہو کہ اگر تم ہی مسیح موعود ہو اور تمہارے لئے ہی یہ طاعون بطور نشان ظاہر کی گئی ہے تو چاہئے تھا کہ قبل اس سے جو ملک میں طاعون پھیلتی پہلے ہی خدا تعالیٰ تمہیں خبر دے دیتا کہ طاعون آئے گی؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت خدا نے طاعون کی پہلے ہی سے مجھے خبر دی ہے اور یہ ایسی یقینی خبر ہے جس سے کسی کو مسلمانوں عیسائیوں ہندوؤں میں سے انکار نہیں ہو سکتا بلکہ اُس نے نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ خبر دی ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے:

(1) خدائے عزّوجلّ نے آج سے تیئیس برس پہلے عام موت کے نشان کی براہین احمدیہ میں مجھے خبر دی جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ 518 میں یہ خدائے عزّوجلّ کا کلام بطور پیشگوئی ہے **وَقَالُوْا اَنّٰی لَکَ ھٰذَا اِنْ ھٰذَا اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَر۔ لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً۔ لَایُصَدِّقُ السَّفِیْہُ اِلَّاسَیْفَۃَ الْھَلَاکِ۔ عَدُوٌّلِّیْ وَ عَدُوٌّلَّکَ۔ قُلْ اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ۔ اِذَاجَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْابَلٰی۔**

ترجمہ: اور کہیں گے کہ یہ مرتبہ تجھے کیسے مل سکتا ہے یہ تو ایک مکر ہے جو اختیار کیا جاتا ہے۔ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک خدا کو آشکارا طور پر نہ دیکھ لیں۔ سفیہ آدمی بجز مَوت کے نشان کے کسی نشان کو نہ مانیں گے کیونکہ وہ میرے دشمن اور تمہارے بھی دشمن ہیں انہیں کہہ کہ موت کا نشان بھی آنے والا ہے یعنی طاعون مگر کچھ دیر سے سو تم جلدی مت کرو۔“ (نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18، صفحہ 398) (براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی حصہ چہارم رُوحانی خزائن جلد 1 صفحہ 619، حاشیہ در حاشیہ نمبر 3 میں ملاحظہ فرمائیں)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

(2) ”پھر اس کے ساتھ ہی صفحہ 519 میں یہ الہام درج ہے **اَمْرَاضُ النَّاسِ وَبَرَکَاتُہٗ** یعنی لوگوں میں مرض پھیلے گی اور اس کے ساتھ ہی خدا کی برکتیں نازل ہوں گی اور وہ اِس طرح پر کہ وہ بعض کو نشان کے طور پر اس بلا سے محفوظ رکھے گا اور دوسرے یہ کہ یہ بیماریاں جو آئیں گی یہ دینی برکات کا موجب ہو جائیں گی اور بہتیرے لوگ اُن خوفناک دنوں میں دینی برکات سے حِصّہ لیں گے اور سلسلہ حقّہ میں داخل ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور طاعون کا خوفناک نظارہ دیکھ کر بڑے بڑے متعصّب اِس سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں اور اس وقت تک بذریعہ طاعون دو ہزار سے بھی زیادہ مخالف ہمارے سلسلہ میں داخل ہو چکا ہے سو یہی وہ برکتیں ہیں جن سے بموجب پیشگوئی کے بذریعہ طاعون لوگوں نے حصہ لیا ہے۔“

(نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18، صفحہ 398) (براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی صفحہ 620 پر ملاحظہ فرمائیں)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

(3) ”اور پھر صفحہ 577 میں خدائے عزّوجلّ کا یہ کلام ہے جو ایک عام عذاب کے نازل ہونیکے بارے میں ہے اور وہ یہ ہے۔ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا، اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ دیکھو صفحہ 577 براہین احمدیہ۔ اس وحی مقدس میں خدائے ذوالجلال نے میرا نام نذیر رکھا جو اصطلاح قرآنی میں اسکو کہتے ہیں جسکے ساتھ عذاب بھی آوے اور فرمایا کہ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا یعنی ایک خاص قہری تجلّی ظاہر کرونگا۔ خدا کی کتابوں میں چمکار دِکھلانے سے مراد ہمیشہ عذاب ہوا کرتا ہے...... اور پھر فرمایا کہ بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ سو خدا کے زور آور حملوں میں سے یہ طاعون ہے جو ملک میں پھیل گئی اور نہ معلوم کہ کب تک اس کا دور ہے۔ غرض براہین احمدیہ میں آج سے تیئیس برس پہلے اس عذاب کی خبر دی گئی ہے۔“

(نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18، صفحہ 399) (براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی صفحہ 665 حاشیہ در حاشیہ نمبر 4 میں ملاحظہ فرمائیں)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

(4) صفحہ 510 براہین احمدیہ میں یہ بھی وحی الٰہی ہے **وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ** یعنی جب عذاب کا وقت آوے تو ظالموں کی میری جناب میں شفاعت مت کر کہ مَیں اُن کو غرق کروں گا۔ اس الہام کا دُوسرا حصہ یہ ہے **وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا** یعنی ہمارے حکم اور ہماری آنکھوں کے سامنے کشتی تیار کر۔ کشتی سے مراد سلسلہ بیعت ہے جو خاص وحی الٰہی اور امر الٰہی سے قائم کیا گیا اور پھر صفحہ 506 براہین احمدیہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہے۔ **لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ وَ کَانَ کَیْدُھُمْ عَظِیْمًا** اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اس وحی الٰہی سے بھی ثابت ہے کہ دنیا کو شرک اور کفر اور مخلوق پرستی کی عادت ہو گئی تھی اور وہ کسی آسمانی گو شمالی کی محتاج تھی اور اسی وحی کے ساتھ صفحہ 507 میں یہ خدا کا کلام ہے **تَلَطَّفْ بِالنَّاسِ وَتَرَحَّمْ عَلَیْھِمْ اَنْتَ فِیْھِمْ بِمَنْزِلَۃِ مُوْسٰی وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ** یعنی لوگوں کیساتھ رفق اور نرمی کر اور اُن پر رحم کر تُو ان میں بمنزلہ موسٰیؑ کے ہے اور اُن کی باتوں پر صبر کر۔ پس اگرچہ حضرت موسٰیؑ بُردباری اور حلم اور تہذیب اخلاق میں تمام بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے اوّل درجہ پر تھے اور توریت خود اُنکے اخلاق فاضلہ کی تعریف کرتی ہے اور انکو اسرائیلی نبیوں میں سے بے نظیر ٹھہراتی ہے لیکن اُنکے کمال حلم کا آخر یہ نتیجہ ہوا کہ جب قوم اسرائیل کے مفسد کسی طرح درست نہ ہوئے تو آخر خدا نے موسٰیؑ اپنے بندہ کی حیات میں ہی اُنکو طاعون سے ہلاک کیا جیسا کہ توریت میں یہ قصہ موجود ہے سو اِسی کی طرف یہ اشارہ ہے کہ تو موسٰیؑ کی طرح صبر کر اور آخر ہماری طرف سے تنبیہ نازل ہوگی۔

(نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18، صفحہ 400) (براہین احمدیہ میں یہ الہامات علی الترتیب صفحہ 608، 603 اور 605 پر ملاحظہ فرمائیں)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

(5) اور پھر براہین احمدیہ میں یہ الہام **اَلَمْ نَجْعَلْ لَکَ سُھُوْلَۃً فِیْ کُلِّ اَمْرٍ بَیْتُ الْفِکْرِ وَبَیْتُ الذِّکْرِ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا۔** یعنی ہم نے تیرے لئے بیت الفکر اور بیت الذکر بنایا ہے اور جو ان میں داخل ہوگا وہ امن میں آجائے گا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ملک میں عام طاعون پڑے گی اور کسی کم مقدار کی حد تک قادیان بھی اس سے محفوظ نہیں رہے گی اس لئے اس نے آج کے دِنوں سے تیئیس برس پہلے فرما دیا کہ جو شخص اس مسجد اور اس گھر میں داخل ہوگا یعنی اخلاص اور اعتقاد سے وہ طاعون سے بچایا جائے گا۔ اسی کے مطابق ان دنوں میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا **اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْ مِنْ اسْتِکْبَارٍ۔ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ** یعنی مَیں ہر ایک انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا مگر وہ لوگ جو تکبّر سے اپنے تئیں اونچا کریں اور مَیں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔ خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام۔

(نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 401) (اوّل الذکر الہام براہین احمدیہ میں صفحہ 666 حاشیہ در حاشیہ نمبر 4 میں ملاحظہ فرمائیں)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

(6) طاعون کے بارے میں پیشگوئی صرف براہین احمدیہ میں ہی نہیں بلکہ براہین کے زمانہ سے جسکو بیس برس سے زیادہ عرصہ گزر گیا، اِس زمانہ تک جس قدر کتابیں تالیف ہوئی ہیں یا اشتہار شائع ہوئے ہیں اکثر میں یہ پیشگوئی موجود ہے چنانچہ آج سے آٹھ برس پہلے یہی پیشگوئی **رسالہ نور الحق** میں جو عربی رسالہ ہے اسکے صفحہ 35، 36، 37، 38 میں کی گئی ہے اور پھر آج سے پانچ برس پہلے یہی پیشگوئی **رسالہ سراج منیر** کے صفحہ 59 و 60 میں کی گئی اور پھر آج سے چار برس چھ ماہ پہلے **اشتہار طاعون مورخہ 6 فروری 1898** میں یہ پیشگوئی کی گئی۔

(نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

کتاب نور الحق میں طاعون کے متعلق جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

پھر جان کہ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں پھونکا کہ یہ خسوف اور کسوف جو رمضان میں ہوا ہے یہ دو خوفناک نشان ہیں جو ان کے ڈرانے کے لئے ظاہر ہوئے ہیں جو شیطان کی پیروی کرتے ہیں جنھوں نے ظلم اور بے اعتدالی کو اختیار کر لیا۔ سو خدا تعالیٰ ان دونوں نشانوں کے ساتھ ان کو ڈراتا ہے اور ہر یک ایسے شخص کو ڈراتا ہے جو حرص و ہوا کا پیرو ہوا اور سچ کو چھوڑا اور جھوٹ بولا اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی پس خدا تعالیٰ پکارتا ہے کہ اگر وہ گناہ کی معافی

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ابوبکر بڑے دُوراندیش گہری بصیرت کے مالک اور انجام کار پر نگاہ رکھتے تھے

جہاں سختی کی ضرورت ہوتی سختی کرتے، جہاں عفو و درگزر کی ضرورت ہوتی عفو و درگزر سے کام لیتے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دَور میں باغی مرتدین کے خلاف ہونے والی مہمات کا تذکرہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دَورِ خلافت میں باغیوں اور مرتدین کے خلاف ہونے والی گیارھویں مہم کا تفصیلی ذکر

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 8/جولائی 2022ء بمطابق 8/وفا 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کی مہمات کا جو باغیوں کے خلاف تھیں ذکر چل رہا ہے۔ اس سلسلہ میں گیارھویں مہم کے بارہ میں لکھا ہے کہ یہ مہم مُہاجر بن ابوامیہؓ کی یمن کے مرتد باغیوں کے خلاف تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک جھنڈا حضرت مُہاجِر بن ابوامیہؓ کو دیا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اَسْوَد عنسی کی فوج کا مقابلہ کریں اور ابناء کی مدد کریں جن سے قَیس بن مَکْشُوح اور دوسرے اہلِ یمن برسرِپیکار تھے۔ اس وقت یمن میں دو اہم طبقے تھے۔ ایک اصلی باشندے جن کا تعلق سبا اور حِمْیَر کے خاندان سے تھا اور دوسرے فارسی آباء کی نسل جن کو اَبْنَاء کہتے تھے۔ یہ ابناء اس وقت یمن کی سب سے مقتدر اقلیت تھے۔ ایک عرصہ سے یمن کا حاکم کسریٰ کی حکومت کے ماتحت تھا۔ اس لیے حکومت کے اکثر عہدے ابناء کو حاصل تھے۔ بہرحال لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت مُہاجِر کو ہدایت دی کہ فارغ ہو کر کِندَہ قبیلے کے مقابلے کے لیے حَضْرَ مَوت چلے جانا۔

(تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 257 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2012ء)

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط از خورشید احمد فارق صفحہ 59 مطبوعہ جاوید بٹ پریس)

حَضْرَ مَوت یمن سے مشرق کی طرف ایک وسیع علاقہ ہے جس میں بیسیوں بستیاں ہیں۔ حَضْرَ مَوت اور صَنْعَاء کے درمیان 216 میل کا فاصلہ ہے۔

(معجم البلدان جلد 2 صفحہ 311)

(فرہنگ سیرت صفحہ 226 زوار اکیڈمی کراچی)

کِندَہ یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

(فرہنگ سیرت صفحہ 248 زوار اکیڈمی کراچی)

حضرت مُہاجِرؓ کے تعارف کے بارے میں لکھا ہے کہ آپؓ کا نام مُہاجِر بن ابوامیہؓ بن مغیرہ بن عبداللہ تھا۔ حضرت مُہاجِر بن ابوامیہ اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہؓ کے بھائی تھے۔ آپؓ غزوۂ بدر میں مشرکین کی طرف سے شامل ہوئے اور اس دن آپؓ کے دو بھائی ہشام اور مسعود قتل ہوئے۔ آپؓ کا اصل نام ولید تھا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر دیا تھا۔

(اسد الغابہ جزء 5 صفحہ 265 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء 6 صفحہ 180 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

ایک روایت میں ہے کہ مُہاجِر غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض تھے۔ ایک روز حضرت اُمِّ سلمہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھو رہی تھیں تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی بھی چیز کس طرح فائدہ پہنچا سکتی ہے جبکہ آپؐ میرے بھائی سے ناراض ہیں؟ جب حضرت اُمِّ سلمہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ نرمی اور شفقت کے آثار دیکھے تو انہوں نے اپنی خادمہ کو اشارہ کیا اور وہ مُہاجِر کو بلا لائی۔ مُہاجِر مسلسل اپنا عذر بیان کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا عذر قبول فرما لیا اور ان سے راضی ہو گئے اور ان کو کِندَہ کا عامل مقرر فرما دیا مگر وہ بیمار ہو گئے اور وہاں نہ جا سکے تو انہوں نے زیاد کو لکھا کہ وہ ان کی خاطر ان کا کام بھی سرانجام دیں۔ پھر جب انہوں نے بعد میں شفا پائی تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کی امارت کے تقرر کو پورا کیا اور انہیں نجران سے لے کر یمن کے آخری حدود تک حاکم مقرر کیا اور قتال کا حکم دیا۔

(تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 300 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ لبنان 2012ء)

ضَحَّاک بن فَیْرُوز کہتے ہیں کہ سب سے پہلے یمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ارتداد شروع ہوا جس کا بانی ذُوالخِمَار عَبْهَلَہ بن کعب تھا جو اَسْوَد عنسی کے نام سے مشہور رہا۔

(تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 224، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

اَسْوَد عنسی یمن کے قبیلہ بنوعَنْس کا سردار تھا۔ سیاہ فام ہونے کی وجہ سے اَسْوَد کہلاتا تھا۔

(سیرت سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ از ابوالنصر مترجم صفحہ 570)

ایک روایت میں اس کا نام عَبْهَلَہ بن کَعْب کی بجائے عَیْهَلَہ بن کَعْب بن عَوف عنسی بیان ہوا ہے۔ اَسْوَد عنسی کا لقب ذُوالخِمَار تھا کیونکہ وہ ہر وقت کپڑا لپیٹے ہوئے رہتا تھا۔

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد 2 صفحہ 201 ذکر اخبار الاسود العنسی بالیمن دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

اور بعض کے نزدیک اس کا لقب ذُوالخُمَار یعنی نشہ میں مست رہنے والا بھی ملتا ہے۔

(سیرت سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ از ابوالنصر مترجم صفحہ 570)

بعض روایت میں اس کا لقب ذُوالحِمَار بیان کیا جاتا ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اَسْوَد کے پاس ایک سدھایا ہوا گدھا تھا۔ یہ جب اس کو کہتا کہ اپنے مالک کو سجدہ کرو تو وہ سجدہ کرتا۔ بیٹھنے کو کہتا تو بیٹھ جاتا۔ کھڑے ہونے کو کہتا تو کھڑا ہو جاتا۔

(الانساب لصحاری جزء 1 صفحہ 387 مطبوعہ 2006ء)

بعض کے نزدیک اس کو ذُوالحِمَار اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ کہتا تھا کہ جو شخص مجھ پر ظاہر ہوتا ہے وہ گدھے پر سوار ہوتا ہے۔

(مدارج النبوۃ مترجم جلد 2 صفحہ 481 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور)

بہرحال لکھا ہے کہ اَسْوَد نے اپنا لقب رَحْمَانُ الْیَمَن رکھا جیسے مسیلمہ نے اپنا لقب رَحْمَانُ الْیَمَامَہ رکھا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اس پر وحی آتی ہے اور اسے دشمنوں کے تمام منصوبوں کا علم قبل از وقت ہو جاتا ہے۔

(سیرت سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ از ابوالنصر مترجم صفحہ 571)

اَسْوَد شعبدہ باز تھا اور لوگوں کو عجیب و غریب شعبدے دکھاتا تھا۔

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد 2 صفحہ 201 ذکر اخبار الاسود العنسی بالیمن دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں پہلے سے ہی بتا دیا گیا تھا کہ دو جھوٹے مدعیانِ نبوت خروج کریں گے

چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَ فِيْ كَفِّيْ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا، صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفۃ روایت نمبر 4375)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دوران کہ مَیں سویا ہوا تھا رؤیا میں مجھے زمین کے خزانے عطا کیے گئے اور میرے ہاتھ میں دو سونے کے کڑے رکھے گئے تو مجھ پر گراں گزرا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ مَیں ان دونوں پر پھونک ماروں۔ مَیں نے ان پر پھونک ماری تو وہ غائب ہو گئے۔ مَیں نے اس سے مراد دو

جھوٹے لیے جن کے درمیان مَیں ہوں۔ صنعاء والا اَسْوَد عنسی، یمامہ والا مسیلمہ کَذَّاب۔

بخاری میں ہی ایک اَور روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیا بتائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں سویا ہوا تھا کہ مجھے دکھایا گیا کہ میرے دونوں ہاتھوں پر دو سونے کے کڑے رکھے گئے ہیں جس پر میں گھبرا گیا اور ان کو بُرا جانا۔ مجھے کہا گیا تو مَیں نے ان دونوں پر پھونک ماری تو وہ اُڑ گئے یعنی اللہ کی طرف سے کہا گیا۔ مَیں نے ان کی تعبیر کی کہ دو جھوٹے ہیں جو میرے خلاف نکلیں گے۔ راوی عبید اللہ نے کہا کہ ان دو میں سے ایک تو عنسی تھا جسے یمن میں فیروز نے قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کَذَّاب۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب قصة الاَسْوَد العنسی حدیث:4379)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایرانی بادشاہ کِسریٰ کو دعوتِ اسلام کا خط لکھا تو اس نے غضبناک ہو کر اپنے ماتحت عاملِ یمن بَاذان بعض اس کا نام بَذْہَان بھی بیان کرتے ہیں، اس کو حکم دیا کہ وہ اس شخص کا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لے کر دربار میں پہنچے۔ بَاذان نے دو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ کیے مگر آپؐ نے فرمایا: میرے اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارے بادشاہ کو اس کے بیٹے شِیْرُوَیہ نے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی جگہ خود بادشاہ بن بیٹھا ہے اور ساتھ ہی بَاذان کو دعوتِ اسلام دی اور فرمایا کہ اگر وہ اسلام قبول کر لے گا تو اسے بدستور یمن کا حاکم رکھا جائے گا۔ یہ سن کر دونوں اشخاص واپس چلے گئے۔ بَاذان کو ساری بات بتائی اور اسی دوران بَاذان کو یہ خبر بھی مل گئی کہ واقعی ایسا ہوا کہ کسریٰ کو اس کے بیٹے شِیْرُوَیہ نے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی جگہ خود بادشاہ بن گیا ہے۔ بَاذان نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو پورا ہوتے دیکھ لیا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام قبول کر لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حاکم یمن برقرار رکھا۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ (مترجم) از محمد حسین ہیکل، اردو ترجمہ صفحہ 117-118)

اس خط کے بارے میں اور دعوتِ اسلام کے بارے میں اور جو کسریٰ نے کہا تھا اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک جگہ لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ’’عبداللہ بن حُذَافہؓ کہتے ہیں کہ جب مَیں کسریٰ کے دربار میں پہنچا تو مَیں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی جو دی گئی۔ جب مَیں نے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط کسریٰ کے ہاتھ میں دیا تو اس نے ترجمان کو پڑھ کر سنانے کا حکم دیا۔ جب ترجمان نے اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا تو کسریٰ نے غصہ سے خط پھاڑ دیا۔ جب عبداللہ بن حُذَافہ نے یہ خبر آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی تو آپؐ نے فرمایا۔

کسریٰ نے جو کچھ ہمارے خط کے ساتھ کیا خدا تعالیٰ اس کی بادشاہت کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔

کسریٰ کی اس حرکت کا باعث یہ تھا کہ عرب کے یہودیوں نے ان یہودیوں کے ذریعہ سے جو روم کی حکومت سے بھاگ کر ایران کی حکومت میں چلے گئے تھے اور بوجہ رومی حکومت کے خلاف سازشوں میں کسریٰ کا ساتھ دینے کے کسریٰ کے بہت منہ چڑھے ہوئے تھے، کسریٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت بھڑکا رکھا تھا۔ جو شکایتیں وہ کر رہے تھے اس خط نے کسریٰ کے خیال میں ان کی تصدیق کر دی اور اس نے خیال کیا کہ یہ شخص میری حکومت پر نظر رکھتا ہے۔ ’’یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسریٰ کی حکومت پر نظر رکھتے ہیں یہ اس کا خیال تھا۔‘‘ چنانچہ اس خط کے معاً بعد کسریٰ نے اپنے یمن کے گورنر کو ایک چٹھی لکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ قریش میں سے ایک شخص نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے اور اپنے دعوؤں میں بہت بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تُو فوراً اس کی طرف دو آدمی بھیج جو اس کو پکڑ کر میری خدمت میں حاضر کریں۔ اِس پر بَاذان نے جو اس وقت کسریٰ کی طرف سے یمن کا گورنر تھا ایک فوجی افسر اور ایک سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھجوائے اور ایک خط بھی آپ کی طرف لکھا کہ آپ اس خط کے ملتے ہی فوراً اِن لوگوں کے ساتھ کسریٰ کے دربار میں حاضر ہو جائیں۔ وہ افسر پہلے مکہ کی طرف گیا۔ طائف کے قریب پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ آپ ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ مدینہ میں رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں سے مدینہ گیا۔ مدینہ پہنچ کر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کسریٰ نے بَاذان گورنر یمن کو حکم دیا ہے کہ آپ کو پکڑ کر اس کی خدمت میں حاضر کیا جائے۔ اگر آپ اس حکم کا انکار کریں گے تو وہ آپ کو بھی ہلاک کر دے گا اور آپ کی قوم کو بھی ہلاک کر دے گا اور آپ کے ملک کو برباد کر دے گا۔ اس لئے آپ ضرور ہمارے ساتھ چلیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سن کر فرمایا۔ اچھا کل پھر تم مجھ سے ملنا۔ رات کو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور خدائے ذوالجلال نے آپؐ کو خبر دی کہ کسریٰ کی گستاخی کی سزا میں ہم نے اس کے بیٹے کو اس پر مسلط کر دیا ہے۔

چنانچہ وہ اسی سال جمادی الاولیٰ کی دسویں تاریخ پیر کے دن اس کو قتل کر دے گا اور بعض روایات میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا آج کی رات اس نے اسے قتل کر دیا ہے ممکن ہے وہ رات وہی دس جمادی الاولیٰ کی رات ہو۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو بلایا اور ان کو اس پیشگوئی کی خبر دی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بَاذان کی طرف خط لکھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ کسریٰ فلاں تاریخ فلاں مہینے قتل کر دیا جائے گا۔ جب یہ خط یمن کے گورنر کو پہنچا تو اس نے کہا اگر یہ سچا نبی ہے تو ایسا ہی ہو جائے گا ورنہ اس کی اور اس کے ملک کی خیر نہیں۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایران کا ایک جہاز یمن کی بندرگاہ پر آ کر ٹھہرا اور گورنر کو ایران کے بادشاہ کا ایک خط دیا جس کی مہر کو دیکھتے ہوئے یمن کے گورنر نے کہا۔ مدینہ کے نبی نے سچ کہا تھا۔ ایران کی بادشاہت بدل گئی اور اس خط پر ایک اَور بادشاہ کی مہر ہے۔ جب اس نے خط کھولا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ بَاذان گورنر یمن کی طرف ایران کے کسریٰ شِیْرُوَیہ کی طرف سے یہ خط لکھا جاتا ہے۔ مَیں نے اپنے باپ سابق کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اس لئے کہ اس نے ملک میں خونریزی کا دروازہ کھول دیا تھا اور ملک کے شرفا کو قتل کرتا تھا اور رعایا پر ظلم کرتا تھا۔ جب میرا یہ خط تم تک پہنچے تو فوراً تمام افسروں سے میری اطاعت کا اقرار لو اور اس سے پہلے میرے باپ نے جو عرب کے ایک نبی کی گرفتاری کا حکم تم کو بھجوایا تھا اس کو منسوخ سمجھو۔ یہ خط پڑھ کر بَاذان اتنا متاثر ہوا کہ اسی وقت وہ اور اس کے کئی ساتھی اسلام لے آئے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی اطلاع دے دی۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 317 تا 319) دیباچہ تفسیر القرآن میں یہ تفصیل حضرت مصلح موعودؓ نے لکھی ہے۔

جب بَاذان کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امراء کو یمن کے مختلف علاقوں پر عامل مقرر فرمایا اور مُعاذ بن جبل یمن اور حَضْرَمَوْت کے ان تمام علاقوں کے معلم تھے۔ لہٰذا وہ ان سب مقامات کا دورہ کرتے رہتے تھے۔ اَسْوَد جو کہ ایک کاہن تھا اور یمن کے جنوبی حصہ میں رہتا تھا اس نے شعبدہ بازی اور مُسَجَّع اور مُقَفّٰی گفتگو کی وجہ سے بہت جلد لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی اور اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا۔ وہ لوگوں پر یہ ظاہر کرتا کہ اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو ہر بات اس کو بتا دیتا ہے اور اس کے دشمنوں کے منصوبے اور راز فاش کر دیتا ہے جس پر سادہ اور جاہل لوگوں کی بہت بڑی تعداد اس کے گرد اکٹھی ہو گئی۔ دراصل اَسْوَد عنسی نے یہ نعرہ بھی لگایا کہ یمن صرف یمنیوں کا ہے تو یمن کے باشندے قومیت کے اس نعرے سے بہت متاثر ہوئے۔ یہ نعرہ بڑا پرانا ہے آج بھی یہی استعمال ہوتا ہے اور دنیا میں جو فساد پھیلا ہوا ہے اسی وجہ سے ہے۔ بہرحال کیونکہ یمن میں اسلام ابھی پوری طرح لوگوں میں راسخ نہیں ہوا تھا اس لیے ان لوگوں نے اجنبی تسلط سے آزاد ہونے کے لیے اَسْوَد کی قومیت کے نعرے پر لبیک کہا اور اس کے ساتھ مل گئے۔

جب یہ تشویشناک اطلاعات مدینہ پہنچیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ موتہ کے شہداء کا انتقام لینے اور شمالی جانب سے حملوں کی روک تھام کے لیے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کی تیاریوں میں مشغول تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے سرداروں کے نام پیغام بھیجا کہ وہ اپنے طور پر اَسْوَد کا مقابلہ جاری رکھیں اور جونہی اسامہ کا لشکر فتح یاب ہو کر لوٹے گا تو اسے یمن کی جانب روانہ کر دیا جائے گا۔

(الکامل فی التاریخ جلد 2 صفحہ 201 مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

(سیرت سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ از ابوالنصر مترجم صفحہ 571)

اَسْوَد عنسی کی فوج میں سات سو گھڑ سوار تھے۔ اس نے بڑی فوج بنائی تھی اور اونٹ سوار اس کے علاوہ تھے۔ بعد میں اس کا اقتدار مضبوط ہوتا گیا۔ قبیلہ مُذْحِج میں اس کا قائم مقام عَمرو بن مَعْدِی کَرِب تھا۔ عَمرو بن مَعْدِی کَرِب یمن کا مشہور شہسوار تھا، شاعر تھا اور مقرر تھا۔ اس کی کنیت ابوثَوْر تھی۔ دس ہجری میں اس نے اپنے قبیلہ بَنُو زَبید کے وفد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ مرتد ہو گیا لیکن بعد میں پھر حق کی طرف رجوع کر لیا اور جنگِ قادسیہ میں کارہائے نمایاں انجام دیے اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے آخری ایام میں اس کا انتقال ہوا۔

(الکامل فی التاریخ جلد 2 صفحہ 202، 166، دار الکتب العلمیة بیروت)

(تاریخ ادب عربی مترجم صفحہ 67-68 مطبوعہ غلام علی پرنٹرز لاہور)

بہرحال لکھا ہے کہ اَسْوَد عنسی نے پہلے اہلِ نجران پر حملہ کر کے حضرت عَمرو بن حَزْمؓ اور حضرت خالد بن سعیدؓ کو وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد اس نے صَنْعاء پر چڑھائی کی۔ وہاں حضرت شَہْر بن بَاذانؓ نے اس کا مقابلہ کیا لیکن وہ شہید ہو گئے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ ان دنوں صنعاء میں ہی تھے مگر اس صورتحال کے پیش نظر حضرت

ارشادِ باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا

(سورۃ الفرقان:64)

ترجمہ: اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں
اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ’’سلام‘‘

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اپنی نمازوں کی حفاظت کریں، اپنے بچوں کی نمازوں کی حفاظت کریں، اپنی اور اپنی بچیوں کی عزت و ناموس اور عصمت کی حفاظت کریں۔ (خطاب سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے 26/اکتوبر 2014)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar — Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ابوموسیٰ ؓ کے پاس مَآرِب چلے گئے جہاں سے وہ دونوں حَضرَ مَوت چلے گئے۔اس طرح اَسْوَد عنسی یمن کے تمام علاقے پر قابض ہوگیا۔اَسْوَد عنسی نے حضرت شَہْرِ بن بَاذَان ؓ کی شہادت کے بعد ان کی بیوی سے زبردستی شادی بھی کر لی تھی جس کا نام ''مَرزُبَانَہ'' یا بعض کتب کے مطابق '' آزاد'' تھا۔اسی اثناء میں حَضرَ مَوت اور یمن کے مسلمانوں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پہنچا جس میں ان کو اَسْوَد عنسی کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔لہٰذا اس مقصد کے لیے حضرت معاذ بن جبل ؓ کھڑے ہوئے اور اس سے مسلمانوں کے دل مضبوط ہو گئے۔ جِشْنَس دَیْلَمِی کہتے ہیں کہ وَبَر بن یُحَنِّس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر ہمارے پاس آئے۔ جِشْنَس دَیْلَمِی کا نام بعض جگہ جُشَیْش دَیْلَمِی بھی بیان ہوا ہے۔ بہرحال یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَسْوَد عنسی کے قتل کے لیے یمن میں خط لکھا تھا اور انہوں نے فیروز اور دَاذُوَیہ کے ساتھ مل کر اسے قتل کیا تھا۔

(الکامل فی التاریخ جلد2 صفحہ 201،202، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(اسدالغابہ جزء1 صفحہ 535، جزء2 صفحہ 643 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(مدارج النبوت جلد دوم صفحہ 474 شبیر برادرز لاہور 2004ء)

وَبَر بن یُحَنِّس کا نام وَبَرَہ بن یُحَنِّس بھی بیان ہوا ہے۔وہ ابنائے یمن میں سے تھے اور دس ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تھا۔وہ بیان کرتے ہیں کہ اس خط میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں اور لڑائی یا حیلے سے اَسْوَد کے خلاف جنگی کارروائی کریں نیز ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو ان لوگوں کو بھی پہنچائیں جو اس وقت اسلام پر راسخ ہوں اور دین کی حمایت کے لیے آمادہ ہوں۔ہم نے عمل کیا مگر ہم نے دیکھا کہ اَسْوَد کے خلاف کامیاب ہونا بہت دشوار ہے۔

(تاریخ طبری جلد2 صفحہ 248، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

(طبقات الکبری جزء6 صفحہ 62-63 دارالکتب العلمیۃ 2017ء)

(اسدالغابہ جلد5 صفحہ 408 دارالکتب العلمیۃ 2016ء)

جِشْنَس دَیْلَمِی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ایک بات معلوم ہوئی کہ اَسْوَد اور قَیس بن عَبْدِ یَغُوث کے درمیان کچھ پرخاش پیدا ہو چکی ہے۔آپس میں پھوٹ پڑ گئی ہے یا کم از کم کچھ رنجشیں پیدا ہوگئی ہیں لہٰذا ہم نے سوچا کہ قَیس کو اپنی جان کا خطرہ ہے۔

قَیس بن عَبْدِ یَغُوث کے نام اور نسب کے بارے میں اختلاف ہے۔ایک قول کے مطابق اس کا نام ھُبَیرَہ بن عَبْدِ یَغُوث تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عَبْدِ یَغُوث بن ھُبَیرَہ تھا۔ بہرحال ابوموسیٰ کا کہنا ہے کہ یہ قَیس بن عَبْدِ یَغُوث بن مَکْشُوح تھے۔ایک قول کے مطابق یہ صحابی نہ تھے جبکہ دوسرے قول کے مطابق ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ اَسْوَد عنسی کو قتل کرنے والوں میں شامل تھے اور عَمرو بن مَعْدِی کَرِب کے بھانجے تھے۔ یہ یمن میں مرتد ہونے والوں میں سے تھے لیکن بعد میں اسلام کی طرف لوٹ آئے اور فتح عراق اور جنگ قادسیہ میں ان کا بہت نمایاں نام آتا ہے۔ یہ جنگ نِہَاوَنْد میں شریک تھے اور جنگ صِفِّین میں حضرت علی ؓ کی ہمراہی میں شہید ہوئے۔ جِشْنَس دَیْلَمِی کہتے ہیں کہ ہم نے قَیس کو اسلام کی دعوت دی اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا تو اسے ایسا محسوس ہوا کہ گویا ہم آسمان سے اترے ہیں۔اس لیے اس نے فوراً ہماری بات مان لی اور اسی طرح ہم نے دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی خط و کتابت کی۔مختلف قبائلی سردار بھی اَسْوَد کے مقابلے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔انہوں نے ہم سے خط کے ذریعہ مدد کا وعدہ کیا۔ہم نے جواب میں لکھا کہ جب تک ہم آخری فیصلہ کر کے ان کو جواب نہ دیں وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے موصول ہونے کی وجہ سے اَسْوَد کے خلاف کارروائی کرنا ضروری ہو گیا تھا۔اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے تمام باشندوں کو اَسْوَد کے معاملہ کے متعلق لکھا تھا۔انہوں نے آپ کی بات مان لی۔ جب یہ اطلاع اَسْوَد تک پہنچی تو اسے اپنی ہلاکت نظر آنے لگی۔ جِشْنَس دَیْلَمِی کہتے ہیں کہ مجھے ایک ترکیب سوجھی۔ مَیں اَسْوَد کی بیوی آزاد کے پاس گیا جو شَہْرِ بن بَاذَان کی بیوہ تھی اور اس سے اَسْوَد نے شَہْرِ بن بَاذَان کو قتل کرنے کے بعد شادی کر لی تھی۔ میں نے اسے اَسْوَد کے ہاتھوں اس کے پہلے خاوند حضرت شَہْرِ بن بَاذَان کی شہادت، اس کے خاندان کے دیگر افراد کی ہلاکت اور خاندان کو پہنچنے والی ذلت اور مظالم یاد دلائے اور اسے اَسْوَد کے خلاف اپنی مدد کے لیے کہا تو وہ بڑی خوشی سے تیار ہوگئی اور اس نے کہا کہ بخدا! مَیں اَسْوَد کو اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے بُرا سمجھتی ہوں۔ یہ اللہ کے کسی حق کا احترام نہیں کرتا اور نہ اللہ کی کسی حرام کردہ شے سے اجتناب کرتا ہے۔ پس جب تمہارا ارادہ ہو مجھے مطلع کرنا۔ مَیں اس معاملہ کی تدبیر کروں گی اور آخرکار ایک مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ اَسْوَد عنسی کی اسی بیوی کی تائید کے ساتھ اَسْوَد عنسی کو ایک رات اس کے محل میں داخل ہو کر قتل کر دیا گیا اور جب صبح ہوئی تو قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہو کر اس امتیازی نشان کے ساتھ آواز لگائی گئی کہ مرتد باغی اَسْوَد اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے تو مسلمان اور کافر قلعہ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ پھر انہوں نے صبح کی اذان دی اور کہا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ یعنی مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اَسْوَد عنسی جھوٹا ہے پھر اس کا سر ان لوگوں کے سامنے پھینک دیا۔اس طرح یہ فتنہ تین ماہ تک اور ایک قول کے مطابق چار ماہ کے قریب بھڑک کر ٹھنڈا ہو گیا اور تمام عُمّال اور امراء وغیرہ اپنے اپنے علاقوں میں حسبِ معمول مصروف عمل ہو گئے اور حضرت معاذ بن جبل ان لوگوں کی امامت کراتے تھے۔ اَسْوَد عنسی کے قتل، اس کی فوج کی شکست اور اس کے فتنے کے اختتام کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھیجی گئی تو اس سے پہلے آپؐ کا وصال ہو چکا تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال سے قبل اَسْوَد عنسی کے قتل کی خبر بذریعہ وحی اسی رات دے دی تھی جس رات وہ قتل ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے اگلی صبح اس کی اطلاع صحابہ کو بھی دے دی اور یہ بھی بتا دیا کہ اسے فیروز نے قتل کیا ہے۔ حضرت ابوبکر ؓ کو خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد ملنے والی سب سے پہلی خوش خبری اَسْوَد عنسی کے قتل کی خبر تھی۔ اَسْوَد کے قتل کی خبر جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اس کی صبح کو آپؐ کا وصال ہو گیا اور ایک روایت کے مطابق جب اَسْوَد کے قتل کی خبر لانے والا مدینہ آیا تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا جا رہا تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ اَسْوَد کے قتل کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دس بارہ دن بعد مدینہ پہنچی جب حضرت ابوبکر ؓ خلیفہ منتخب ہو چکے تھے۔ اس بارے میں مختلف روایتیں ہیں لیکن بہرحال یہ انہی دنوں کی، آٹھ دس دن پہلے یا بعد کی بات ہے۔

اَسْوَد کے قتل کے بعد صنعاء میں پہلے کی طرح مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی۔

(ماخوذ از الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد5 صفحہ 404-405 دارالکتب العلمیۃ 2005ء)

(حضرت ابوبکر ؓ کے سرکاری خطوط از خورشید احمد فارق صفحہ 60 مطبوعہ جاوید بٹ پریس)

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد2 صفحہ 201-204 ذکر اخبار الاسود العنسی بالیمن دارالکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

(سیدنا ابوبکر الصدیق ؓ از ڈاکٹر علی محمد صلابی صفحہ 301 مترجم شمیم احمد خلیل سلفی)

لیکن یمن میں ایک دفعہ پھر بغاوت اٹھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا جب یمن میں چرچا ہوا تو سدھرتے حالات پھر خراب ہو گئے۔ قَیس بن عَبْدِ یَغُوث جو فَیرُوز اور دَاذُوَیہ کو ملا کر اَسْوَد سے باغی ہو گیا تھا اور جس نے ان کے تعاون سے اَسْوَد کو قتل کیا تھا اب پھر اسلام کی وفاداری سے منحرف ہو گیا۔ لائق اور اولوالعزم آدمی تھا۔ قومی عصبیت سے سرشار تھا۔ یمن میں فارسیوں کا اقتدار اسے ہمیشہ سے کھٹکتا رہتا تھا۔ اس کے خاتمہ کے بعد وہ ابناء کی خوشحالی اور ان کی اجتماعی اور اقتصادی برتری کو خاک میں ملانا چاہتا تھا۔ ایک کامیاب فوجی لیڈر وہ پہلے سے تھا اس نے اَسْوَد کے فوجی لیڈروں سے سازباز کی اور ابناء کو ملک سے نکالنے کا منصوبہ بنا لیا۔ فیروز اور دَاذُوَیہ دونوں سے اس نے تعلقات خراب کر لیے۔ دَاذُوَیہ کو دھوکا سے قتل کر دیا۔ فیروز قتل ہوتے ہوتے بچ گیا۔ فیروز نے حضرت ابوبکر ؓ کو اپنی اور ابناء کی وفاداری سے مطلع کر کے درخواست کی کہ ہماری مدد کیجیے۔ ہم اسلام کے لیے ہر قربانی کرنے کو تیار ہیں۔

(حضرت ابوبکر ؓ کے سرکاری خطوط از خورشید احمد فارق صفحہ 60-61 مطبوعہ جاوید بٹ پریس)

لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حَضرَ مَوت کے علاقوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل زِیَاد بن لَبِید تھے۔ حضرت زیاد بن لبید صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرت زیاد ؓ کا ایک بیٹا عبداللہ تھا۔ عقبہ ثانیہ میں ستر اصحاب کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جب مدینہ واپس آئے تو انہوں نے آتے ہی اپنے قبیلے بَنُو بَیَاضَہ کے بت توڑ دیے جو بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ پھر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ چلے گئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ نے بھی ہجرت کی۔ اس لیے حضرت زیاد ؓ کو مہاجر انصاری کہا جاتا ہے۔ مہاجر بھی ہوئے اور انصاری بھی تھے۔ حضرت زیاد ؓ غزوہ بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور قبیلہ بَنُو بِیَاضَہ کے محلہ سے گزرے تو حضرت زِیَاد ؓ نے اھلًا و سھلًا کہا اور قیام کے لیے اپنا مکان پیش کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو آزاد چھوڑ دو۔ یہ خود منزل تلاش کر لے گی۔ محرم نو ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ و زکوۃ وصول کرنے کے لیے الگ الگ محصلین مقرر فرمائے تو حضرت زِیَاد ؓ کو

اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا　　اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

(SINCE 1964)　《ہمارا عزم صاف ستھرا کاروبار》

❁ قادیان دارالامان میں گھر، فلیٹس اور بلڈنگ کی عمدہ اور مناسب قیمت پر تعمیر کیلئے رابطہ کریں، اسی طرح قادیان دارالامان میں مناسب قیمت پر بنے بنائے نئے اور پرانے مکان/فلیٹس اور زمین کی خرید اور renovation کیلئے رابطہ کریں۔

(PROP: TAHIR AHMAD ASIF)

contact no. : 87279-41071, 83603-14884, 75298-44681

e mail : hussainconstructionsqadian@gmail.com

HUSSAIN CONSTRUCTIONS & REAL ESTATE

ارشادِ باری تعالیٰ

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴿۸۳﴾

ترجمہ : وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو کسی ظلم کے ذریعے مشکوک نہیں بنایا، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں امن نصیب ہوگا اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ (الانعام:83)

طالبِ دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

حضرَموت کے علاقے کا محصل مقرر فرمایا۔ حضرت عمرؓ کے دَورتک آپؓ اسی خدمت پر مامور رہے۔ اس منصب سے سبکدوش ہونے کے بعد آپؓ نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں اکتالیس ہجری میں وفات پائی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 302 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

(پچاس صحابہؓ، از طالب ہاشمی صفحہ 557 تا 559 البدر پبلیکیشنز لاہور)

پھر حضرت مُہاجِرؓ کی نجران کی طرف روانگی کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تشکیل کردہ گیارہ لشکروں میں سے سب سے آخر میں حضرت مُہاجِر بن ابوامیہؓ کا لشکر مدینہ سے یمن کے لیے روانہ ہوا۔ یمن کے ساتھ مہاجِرین وانصار صحابہ کرامؓ کا ایک دستہ بھی تھا۔ یہ لشکر مکہ مکرمہ سے گزرا تو عَتّاب بن اُسَید کے بھائی خالد بن اسید امیر مکہ بھی ساتھ ہو لیے۔ جب یہ لشکر طائف سے گزرا تو عبدالرحمٰن بن ابی العاص اپنے ساتھیوں سمیت اس لشکر میں شامل ہو گئے۔ اسی طرح راستے میں مختلف قبائل کے لوگ آپ کے لشکر میں شامل ہوتے گئے۔ (ماخوذ از سیدنا ابوبکر الصدیقؓ از ڈاکٹر علی محمد صلابی صفحہ 305 مترجم شمیم احمد خلیل سلفی) تو یہ کافی بڑا لشکر آگے چلتا گیا۔

عَمرو بن مَعدِی کَرِب اور قَیس بن مَکشُوح کی گرفتاری کے بارے میں لکھا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ عَمرو بن مَعدِی کَرِب نے اپنی بہادری اور طاقت کے زعم میں اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور قَیس بن عَبدِ یَغُوث کو بھی ساتھ ملا لیا تھا۔ یہ دونوں ہر قبیلے میں جاتے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف بھڑکا کر علم بغاوت بلند کرنے پر آمادہ کرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے نجران کے عیسائی باشندوں کے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدِ مَوَدَّت باندھا تھا اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں بھی اپنے معاہدے پر بدستور قائم رہے، باقی تمام قبائل نے عَمرو بن مَعدِی کَرِب کا ساتھ دیا اور مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ خدا کی قدرت کہ اہلِ یمن کو جب حضرت مُہاجِرؓ کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ یمن کی طرف آمد کی اطلاعیں ملنی شروع ہوئیں تو اہلِ یمن شش و پنج میں مبتلا ہو گئے کہ وہ حضرت مُہاجِرؓ کے لشکر کا سامنا کرنے کی تاب نہیں لا سکیں گے! یہ لوگ ابھی اسی کیفیت میں تھے کہ ان کے سرداروں قَیس اور عَمرو بن مَعدِی کَرِب میں پھوٹ پڑ گئی اور اس کے باوجود کہ انہوں نے حضرت مُہاجِرؓ سے مقابلہ کرنے کا عہد کیا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو زک پہنچانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے اور آخر عَمرو بن مَعدِی کَرِب نے مسلمانوں کے ساتھ مل جانے کا فیصلہ کیا اور ایک رات اس نے اپنے آدمیوں کے ساتھ قَیس کی رہائش گاہ پر حملہ کیا اور اسے گرفتار کر کے حضرت مُہاجِرؓ کے سامنے پیش کر دیا لیکن حضرت مُہاجِرؓ نے صرف قَیس کو ہی گرفتار کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی عَمرو بن مَعدِی کَرِب کو بھی قید کر لیا اور ان دونوں کے حالات حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں لکھے اور ان دونوں کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔

قَیس اور عَمرو بن مَعدِی کَرِب حضرت ابوبکرؓ کے پاس لائے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے قَیس سے فرمایا: کیا تم اللہ کے بندوں پر ظلم و زیادتی کرتے ہوئے انہیں قتل کرتے رہے ہو اور تم نے مومنین کو چھوڑ کر مشرکوں اور مرتد باغیوں کو دوست بنا لیا ہے۔ اگر اس کا کوئی واضح جرم مل جاتا تو حضرت ابوبکرؓ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ قَیس نے دَاذُوَیہ کے قتل کی سازش اور اس میں شرکت سے صاف انکار کر دیا اور یہ ایسا عمل تھا کہ جو خفیہ طور پر سرانجام دیا گیا تھا اور اس بارے میں قَیس کے خلاف کوئی واضح ثبوت نہ مل سکا۔ لہٰذا حضرت ابوبکرؓ نے اسے چونکہ ثبوت کوئی نہیں تھا قتل کرنے سے اعراض کیا اور اس کو چھوڑ دیا۔ پھر دوسرے کی باری آئی اور حضرت ابوبکرؓ نے عَمرو بن مَعدِی کَرِب سے کہا کہ تمہیں رسوائی محسوس نہیں ہوتی کہ ہر روز تم شکست کھاتے ہو یا تمہارے گرد گھیرا تنگ ہو جاتا ہے۔ اگر تم اس دین کی مدد کرو تو اللہ تم کو بلند مراتب سے نوازے گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بھی آزاد کر دیا اور ان دونوں یعنی عمرو اور قَیس کو ان کے قبائل کے سپرد کر دیا۔ عمرو نے کہا یقیناً مَیں اب امیر المومنین کی نصیحت کو ضرور قبول کروں گا اور ہرگز یہ غلطی دوبارہ نہیں کروں گا۔

(تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 299 مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ لبنان 2012ء)

(حضرت ابوبکر صدیقؓ (مترجم) از محمد حسین ہیکل، اردو ترجمہ صفحہ 253-254)

چونکہ واضح ثبوت نہیں تھے تو دونوں کو ان کی سرداری کی وجہ سے اور ان کے علم کی وجہ سے معاف کر دیا۔ ان لوگوں کی معافی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق ایک اَور سیرت نگار نے لکھا ہے کہ ابوبکر بڑے دُور اندیش، گہری بصیرت کے مالک اور انجام کار پر نگاہ رکھتے تھے۔

جہاں سختی کی ضرورت ہوتی سختی کرتے۔ جہاں عفو و درگزر کی ضرورت ہوتی عفو و درگزر سے کام لیتے۔ آپؓ قبائل کے بکھرے ہوئے لوگوں کو اسلام کے پرچم تلے جمع کرنے کے حریص اور شوقین تھے۔ آپؓ کی حکیمانہ سیاست یہ تھی کہ مخالف زعمائے قبائل کو حق کی طرف لوٹ آنے کے بعد درگزر کر دیا جائے۔ جس وقت آپؓ نے یمن کے مرتد قبائل کو تابع کیا انہیں اسلامی سلطنت کے سطوت و غلبہ اور مسلمانوں کی عزت و فتح مندی کی قوت اور ان کی عزیمت کی پیش قدمی کا مشاہدہ کرایا تو قبائل نے اعتراف کر لیا اور اسلامی حکومت کے تابع ہو گئے اور خلیفۂ رسول کی اطاعت قبول کر لی۔ ابوبکرؓ نے یہ مناسب سمجھا کہ ان زعمائے قبائل کے ساتھ تالیف کی جائے اور سختی کی بجائے نرمی اور رفق کا برتاؤ کیا جائے۔ چنانچہ ان سے سزائیں اٹھا لیں۔ ان سے نرم گفتگو کی اور قبائل کے اندر ان کے نفوذ و اثر کو اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی کے لیے استعمال کیا۔ آپؓ نے ان کی لغزشوں کو معاف کیا۔ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ قَیس بن عَبدِ یَغُوث اور عَمرو بن مَعدِی کَرِب کے ساتھ یہی برتاؤ کیا۔ یہ دونوں عرب کے بہادروں اور عقلمندوں میں سے تھے۔ ان کو ضائع کرنا ابوبکر کو اچھا نہ لگا۔ آپؓ نے اس بات کی کوشش کی کہ انہیں اسلام کے لیے خالص کر لیں اور اسلام اور ارتداد کے درمیان تردد سے ان کو نکال باہر کریں۔ ابوبکر نے عَمرو بن مَعدِی کَرِب کو رہا کر دیا۔ پھر اس دن کے بعد عمرو کبھی مرتد نہ ہوا بلکہ اسلام قبول کیا اور اچھی طرح مسلم بن کر زندگی گزاری۔ اللہ نے اس کی مدد کی اور اس نے اسلامی فتوحات میں اہم کردار ادا کیا۔ قَیس بھی اپنے کیے پر نادم ہوا۔ ابوبکرؓ نے اسے بھی معاف کر دیا۔ عرب کے ان دونوں سورماؤں کو معاف کر دینے سے بڑے دُوررس اثرات مرتب ہوئے۔ ابوبکرؓ نے اس طرح ان لوگوں کے دلوں کو جوڑا جو ارتداد کے بعد خوف یا لالچ میں اسلام کی طرف واپس ہوئے اور آپ نے اَشعَث بن قَیس کو معاف کر دیا۔ اس طرح صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے دلوں کو اسیر کیا اور ان کے دلوں کے مالک بن بیٹھے اور مستقبل میں یہ لوگ اسلام کی نصرت اور مسلمانوں کی قوت کا ذریعہ بنے۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ، از ڈاکٹر علی محمد صلابی، اردو ترجمہ صفحہ 313-314)

یعنی کوئی زبردستی نہیں تھی بلکہ دل سے انہوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت ابوبکرؓ کی اطاعت کی۔

حضرت مُہاجِر نجران سے لَحجِیَّہ علاقے کی طرف روانہ ہوئے اور جب گھڑسواروں نے ان لوگوں کے گروہ کو گھیر لیا تو انہوں نے امان کی درخواست کی مگر مُہاجِر نے ان کو امان دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ان میں سے ایک گروہ سے حضرت مُہاجِرؓ کا عجیب مقام پر مقابلہ ہوا۔ عجیب جو ہے یہ یمن میں ایک جگہ ہے۔ حضرت مُہاجِرؓ کے دیگر گھڑسواروں نے حضرت عبداللہؓ کی قیادت میں اَخابِث کے رستے میں ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور بھاگنے والے دشمن ہر رستے پر قتل کیے گئے۔

(تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 299 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

(معجم البلدان جلد 4 صفحہ 99)

یمن کے علاقے اَعلَاب میں بَنُو عَک نے جب بغاوت کی تو انہیں اَخابَث کا نام دیا گیا اور جس راستے پر ان بدباطن اور خبیث فطرت لوگوں سے جنگ ہوئی اسے بعد میں طریق الاَخابِث کا نام دیا گیا۔

(ماخوذ از تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 294-295 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت مُہاجِرؓ کے صنعاء پہنچنے کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت مُہاجِر عجیب سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ صنعاء پہنچ گئے تو آپؓ نے فرار ہونے والے متفرق قبائل کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ان میں سے جس پر قابو پایا اسے اچھی طرح قتل کیا اور کسی سرکش کو معاف نہیں کیا گیا۔ البتہ سرکشوں کے علاوہ جنہوں نے توبہ کی ان لوگوں کی توبہ قبول کی گئی۔ جو جنگ کرنے والے تھے، ظلم کرنے والے تھے ان کو تو معاف نہیں کیا لیکن باقیوں کو معاف کر دیا اور ان کے گذشتہ حالات کے مطابق ان سے سلوک کیا گیا اور ان کی طرف سے اصلاح کی امید تھی۔

(تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 299 مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ لبنان 2012ء)

اگلا بیان کچھ تفصیلی تھا اس لیے یہ بیان یہیں بند کرتا ہوں۔ باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

(الفضل انٹرنیشنل 26/جولائی تا 8/اگست 2022ء (خصوصی اشاعت برائے جلسہ سالانہ) صفحہ 5 تا 9)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو شخص دین کے معاملے میں کوئی ایسی نئی رسم پیدا کرتا ہے
جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں تو وہ رسم مردود اور غیر مقبول ہے
(بخاری، کتاب الصلح)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سب اعمال کا دار و مدار نیّتوں پر ہوتا ہے
اور ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی بدلہ ملتا ہے
(بخاری، کتاب بدء الوحی)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)
اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر

MOBILE REPAIR SERVICES

KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

''کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو، متقی بنو، ہر ایک بدی سے بچو، یہ وقت دعاؤں سے گزارو رات اور دن تضرع میں لگے رہو، جب ابتلا کا وقت ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کا غضب بھی بھڑکا ہوا ہوتا ہے ایسے وقت میں دعا، تضرع، صدقہ، خیرات کرو، زبانوں کو نرم رکھو، استغفار کو اپنا معمول بناؤ، نمازوں میں دعائیں کرو''

''خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا''

''عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو......
عمل صالح وہ ہے جس میں ظلم، عجب، ریاء، تکبر اور حقوق انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو''

ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے دکھانا چاہتے ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں

خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا، اس پر کبھی بُرے دن نہیں آسکتے

افتتاحی خطاب سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ فرمودہ 2/اگست 2019ء بروز جمعۃ المبارک بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن ہمپشئر، یو.کے

(قسط دوم آخری)

پھر عملِ صالح کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں ''......اب اس وقت تم نے توبہ کی ہے اب آئندہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس توبہ سے اپنے آپ کو تم نے کتنا صاف کیا ہے۔ اب زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ تقویٰ کے ذریعہ سے فرق کرنا چاہتا ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔'' پھر آپؑ نے فرمایا :

''بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے استغفار کا التزام کرایا ہے۔'' بعض دفعہ انسان کو پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کر رہا ہے اس لیے استغفار کرتے رہو کہ گناہوں سے بچنے کی طرف توجہ پیدا ہو اور جو گناہ کیے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ ''کہ انسان ہر ایک گناہ کے لیے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا، خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔'' فرمایا کہ ''آج کل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہیے رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۔(الاعراف:24) فرمایا کہ ''یہ دعا اوّل ہی قبول ہو چکی ہے۔ غفلت سے زندگی بسر مت کرو۔ جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گزارتا ہرگز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت بلا میں مبتلا ہو۔'' کسی قسم کی بلا اس کو نہیں آئے گی۔ فرمایا کہ ''کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی جیسے مجھے یہ دعا الہام ہوئی رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ ۔(ملفوظات جلد 4 صفحہ 274 تا 276)

آپؑ کو اپنی جماعت کی تعداد سے زیادہ یہ فکر تھی کہ ایمان میں بڑھیں اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کریں چنانچہ اسکا اظہار کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ''ہماری جماعت کو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہونا چاہیے۔ اور ان کو شکر کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو یوں ہی نہیں چھوڑا۔ بلکہ ان کی ایمانی قوتوں کو یقین کے درجہ تک بڑھانے کے واسطے اپنی قدرت کے صدہا نشان دکھائے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 438)

اگر ایمان سچا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ صحیح تعلق ہے تو انسان نشان بھی دیکھتا ہے۔ فرمایا کہ ''ہماری جماعت کے لیے اسی بات کی ضرورت ہے کہ ان کا ایمان بڑھے، خدا تعالیٰ پر سچا یقین اور معرفت پیدا ہو۔ نیک اعمال میں سستی اور کسل نہ ہو کیونکہ اگر سستی ہو تو پھر وضو کرنا بھی ایک مصیبت معلوم ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ تہجد پڑھے۔ اگر اعمال صالحہ کی قوت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لیے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔''

آپؑ فرماتے ہیں کہ ''ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے......اس لیے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے۔ اعمال پروں کی طرح ہیں۔ بغیر اعمال کے انسان روحانی مدارج کے لیے پرواز نہیں کر سکتا۔'' اگر عمل نہیں ہیں تو اوپر جا ہی نہیں سکتا۔ ''اور ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتا جو ان کے نیچے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔'' مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ''پرندوں میں فہم ہوتا ہے۔ اگر وہ اس فہم سے کام نہ لیں تو جو کام ان سے ہوتے ہیں نہ ہو سکیں۔ مثلاً شہد کی مکھی میں اگر فہم نہ ہو تو وہ شہد نہیں نکال سکتی اور اسی طرح نامہ بر کبوتر جو ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے فہم سے کس قدر کام لینا پڑتا ہے، کس قدر دور دراز کی منزلیں وہ طے کرتے ہیں اور خطوط کو پہنچاتے ہیں۔'' ایسی ٹریننگ ان کو دی جاتی ہے۔ فرمایا ''......پس پہلے ضروری ہے کہ آدمی اپنے فہم سے کام لے اور سوچے کہ جو کام میں کرنے لگا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے نیچے اور اس کی رضا کے لیے ہے یا نہیں۔ جب یہ دیکھ لے اور فہم سے کام لے تو پھر ہاتھوں سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ سستی اور غفلت نہ کرے۔ ہاں یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ تعلیم صحیح ہو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تعلیم صحیح ہوتی ہے لیکن انسان اپنی نادانی اور جہالت سے یا کسی دوسرے کی شرارت اور غلط بیانی کی وجہ سے دھوکا میں پڑ جاتا ہے اس لیے خالی الذہن ہو کر تحقیق کرنی چاہیے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 439-440)

اور تب ہی انسان صحیح رستوں پر چلتا ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ترقی کے مدارج کا طریق کیا ہے، جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں ''ہماری جماعت کے لیے ضروری ہے کہ اس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ ہر طرف ضلالت، غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔ دنیا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت نہیں ہے۔ حقوق اور وصایا کی پروا نہیں ہے'' پتہ نہیں لگتا کہ کون سے حقوق ادا کرنے ہیں کون سی باتیں ہیں جو پوری کرنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کون سے حکم ہیں جن کو کرنا ہے۔ ''دنیا اور اس کے کاموں میں حد سے زیادہ انہماک ہے۔ ذرا سا نقصان دنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصّے کو ترک کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کر دیتے ہیں۔'' فرمایا کہ ''......لالچ کی نیت سے ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں۔ نفسانی جذبات کے مقابلے میں بہت کمزور واقع ہوئے ہیں۔ اس وقت تک کہ خدا نے ان کو کمزور رکھا ہے گناہ کی جرأت نہیں کرتے مگر جب ذرا کمزوری رفع ہوئی اور گناہ کا موقع ملا تو جھٹ اس امر کے مرتکب ہوئے۔'' جب تک کمزوری ہے، طاقت نہیں، بڑے شریف بنے رہے، گناہ سے بچے رہے لیکن جہاں کہیں موقع ملا، جہاں کہیں حالات بہتر ہوئے پھر گناہ کی طرف مائل ہونا شروع ہو گئے۔ فرمایا کہ ''آج اس زمانے میں ہر ایک جگہ تلاش کر لو تو یہی پتہ ملے گا کہ گویا سچا تقویٰ اٹھ گیا ہوا ہے اور سچا ایمان بالکل نہیں ہے لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور ہے کہ ان کے سچے تقویٰ اور ایمان کا تخم ہرگز ضائع نہ کرے جب دیکھتا ہے کہ اب فصل بالکل تباہ ہونے پر آتی ہے تو اَور فصل پیدا کر دیتا ہے۔'' یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ ضائع نہیں ہونے دیتا۔ پھر فرمایا کہ ''وہی تازہ بتازہ قرآن موجود ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کہا تھا۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) بہت سا حصہ احادیث کا بھی موجود ہے اور برکات بھی ہیں مگر دلوں میں ایمان اور عملی حالت بالکل نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لیے مبعوث کیا ہے کہ یہ باتیں پھر پیدا ہوں۔'' اور اللہ تعالیٰ نے مہربانی کر کے اس زمانے کے امام کو اتارا ہے تاکہ ہم اس کو مانیں اور اس کی باتوں پر عمل کریں اور یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ اگر اس سے بھی ہم فائدہ نہ اٹھائیں تو پھر ہمارا قصور ہے۔

فرمایا آدمی کئی قسم کے ہیں بعض ایسے کہ بدی نہ کر کے پھر اس پر فخر کرتے ہیں۔ بھلا یہ کون سی صفت ہے جس کے اوپر ناز کیا جائے۔ شر سے اس طرح پرہیز کرنا نیکی میں داخل نہیں ہے۔ اگر کوئی بدی نہیں کی تو یہ کوئی نیکی نہیں ہے اور نہ اس کا نام حقیقی نیکی ہے کیونکہ اس طرح تو جانور بھی کر سکتے ہیں۔ پھر آپؑ نے مثال دی ہے کہ ایک جگہ لوگوں نے کہا کہ ایک بلی کی اتنی ٹریننگ ہے، آپؑ فرماتے ہیں کسی نے بتایا کہ کسی کی ایک بلی تھی۔ اس کے بارے میں کہا جاتا تھا اس کی اتنی ٹریننگ ہے کہ جب تک اس کو کہا نہ جائے کھانے کو وہ نہیں کھاتی اور اس کا ٹرائل جب انہوں نے کیا اور دودھ وغیرہ رکھ کر کمرے میں بند کر دیا۔ چند دن کے بعد جب دروازہ کھولا تو بلی مری ہوئی تھی اور چیزیں سلامت تھیں تو آپؑ فرماتے ہیں اب شرم کرنی چاہیے کہ اس نے حیوان ہو کر انسان کا حکم ایسا مانا ہے اور یہ انسان ہو کر خدا تعالیٰ کے حکم کو نہیں مانتے۔ پھر اسی طرح کتے کی مثال ہے، کتوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ جانور جو ہیں وہ انسانوں کا حکم مانتے ہیں اور ہم انسان ہو کر اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دُور جا رہے ہیں اور گناہ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور بغیر کسی شرم اور حیا

کے گناہوں میں ڈوبتے جاتے ہیں پس اس طرف توجہ ہمیں کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر فرمایا کہ میرے آنے کے بعد تو اب یہ موقع ہے اور خدا تعالیٰ کی لہروں کے دن ہیں یعنی جیسے بعض زمانہ خدا کی رحمت کا ہوتا ہے اور اس میں لوگ قوت پاتے ہیں ایسے ہی یہ وقت ہے۔ فرمایا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ بالکل دنیا کے کاروبار چھوڑ دیوے بلکہ ہمارا منشاء یہ ہے کہ حد اعتدال تک کوشش کرے اور دنیا کو اس نیت سے کماوے کہ دین کی خادم ہو مگر یہ ہرگز روا نہیں ہے کہ اس میں ایسا انہماک ہو جاوے کہ دین کا پہلو ہی بھول جاوے، نہ روزے کی خبر ہے نہ نماز کی۔ فرمایا سچا تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو۔ فرمایا تقویٰ ایسی شے نہیں جو کہ صرف منہ سے انسان کو حاصل ہو جاوے بلکہ یہ شیطانی گناہ کا کوئی حصہ دار ہے۔ اس کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے ذراسی شیرینی رکھ دیں تو میٹھے کو دیکھ کر بے شمار چیونٹیاں اس پر آ جاتی ہیں یہی حال شیطانی گناہوں کا ہے اور اسی سے انسانی کمزوری کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو ایسی کمزوری نہ رکھتا مگر خدا تعالیٰ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو اس بات کا علم ہو کہ ہر ایک طاقت کا سرچشمہ خدا ہی کی ذات ہے۔ کسی نبی یا رسول کو یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اپنے پاس سے طاقت دے سکے اور یہی طاقت جب خدا کی طرف سے انسان کو ملتی ہے تو اس میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ دعا سے کام لیا جاوے اور نماز ہی ایک ایسی نیکی ہے جس کے بجا لانے سے شیطانی کمزوری دور ہوتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسان اس میں کمزور رہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جس قدر اصلاح اپنی کرے گا وہ اسی ذریعہ سے کرے گا۔ پس اس کے واسطے پاک صاف ہونا شرط ہے۔ جب تک گندگی انسان میں ہوتی ہے اس وقت شیطان اس سے محبت کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے مانگنے کے واسطے ادب کا ہونا ضروری ہے اور عقلمند جب کوئی شے بادشاہ سے طلب کرتے ہیں تو ہمیشہ ادب کو مدنظر رکھتے ہیں۔ اسی لیے سورت فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے کہ کس طرح مانگا جاوے اور اس میں سکھایا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنی سب تعریف خدا کو ہی ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔ الرَّحْمٰنِ یعنی بلا مانگے اور سوال کیے دینے والا۔ الرَّحِیْمِ یعنی انسان کی سچی محنت پر ثمرات حسنہ مرتب کرنے والا ہے۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ جزا سزا اسی کے ہاتھ میں ہے چاہے رکھے، چاہے مارے اور جزا سزا آخرت کی بھی اور اس دنیا کی بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ جب اس قدر تعریف انسان کرتا ہے تو اسے خیال کرتا ہے کہ کتنا بڑا خدا ہے جو کہ رب ہے رحمان ہے رحیم ہے اسے غائب مانتا چلا آ رہا ہے اور پھر اسے حاضر ناظر جان کر پکارتا ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ یعنی ایسی راہ جو کہ بالکل سیدھی ہے۔ اس میں کسی قسم کی کجی نہیں۔ ایک راہ اندھوں کی ہوتی ہے کہ محنتیں کر کر کے تھک جاتے ہیں اور نتیجہ کچھ نہیں نکلتا اور ایک وہ راہ ہے کہ محنت کرنے سے اس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ پھر آگے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ یعنی ان لوگوں کی راہ جس پر تُو نے انعام کیا اور وہ وہی صراط مستقیم ہے جس پر چلنے سے انعام مرتب ہوتے ہیں۔ پھر غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ نہ ان لوگوں کی جن پر تیرا غضب ہوا اور وَلَا الضَّآلِّیْنَ اور نہ ان کی جو دُور جا پڑے ہیں۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے کُل دنیا اور دین کے کاموں کی راہ مراد ہے۔ مثلاً ایک طبیب جب کسی کا علاج کرتا ہے تو جب تک اسے ایک صراطِ مستقیم ہاتھ نہ آوے علاج نہیں کر سکتا۔ اسی طرح تمام وکیلوں اور ہر پیشہ اور علم کی ایک صراطِ مستقیم ہے کہ جب وہ ہاتھ آ جاتی ہے تو پھر کام آسانی سے ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر وہاں بیٹھے ہوئے مجلس میں ایک نے اعتراض کیا تھا کہ انبیاء کو اس کی کیا ضرورت ہے ان کو تو صراطِ مستقیم ہوتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ وہ یہ دعا ترقی مراتب اور درجات کے لیے کرتے ہیں بلکہ یہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تو آخرت میں مومن بھی مانگیں گے کیونکہ جیسے اللہ تعالیٰ کی کوئی حد نہیں ہے اسی طرح اس کے درجات اور مراتب کی ترقی کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 395 تا 400)

پھر تقویٰ اور ایمان میں بڑھنے کے لیے مزید نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں ”قرآنِ شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کر لو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بے شک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی۔“ فرمایا ”...... نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔ نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جاوے اور اس کو اپنا عرض حال کرنے کا موقع بھی ہو۔ لیکن وہ اس وقت تو کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر جاوے تو اپنی درخواست پیش کرے اسے کیا فائدہ؟ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع خضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے۔ تم کو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کر لیا کرو اور پورے آدابِ الدعا کو ملحوظ رکھو۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 257-258)

پھر قرآن کریم کے احسانات کے بارے میں آپؑ بیان فرماتے ہیں۔

”یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو ان کی تعلیموں کو جو قصہ کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے کیونکہ قرآن شریف کی ہی یہ شان ہے کہ وَاِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا ھُوَ بِالْھَزْلِ (الطارق:14) یعنی یقیناً یہ ضرور ایک فیصلہ کن کلام ہے اور ہرگز کوئی بے ہودہ کلام نہیں ہے۔ یعنی قرآن کریم میں ہر بات اور فیصلہ دلیل سے کیا گیا ہے اور اس کی باتیں سب سچی ثابت ہوتی ہیں اور ہوئی ہیں اور ہوں گی۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ۔ وَّمَا ھُوَ بِالْھَزْلِ۔ فرمایا کہ ”وہ میزان، مُھَیمن، نور اور شفاء اور رحمت ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اسے قصہ سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن شریف کو نہیں پڑھا بلکہ اس کی بے حرمتی کی ہے۔ ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں اس قدر تیز ہوئے ہیں؟ صرف اسی لیے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے دکھانا چاہتے ہیں۔ اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصے سے بڑھ کر وقعت نہ دیں ہم اس کو گوارا نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے اس لیے ہم ان کی مخالفت کی کیوں پرواہ کریں۔ غرض میں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشف حقائق کے لیے قائم کیا ہے کیونکہ بدوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا اور میں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لیے مامور کیا ہے۔ اس لیے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 155)

اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو، ایک ضابطۂ حیات سمجھ کر پڑھو، اس پر عمل کرنے کے لیے پڑھو، حقیقی تقویٰ پیدا کرنے کے لیے پڑھو۔

پھر ہماری عملی حالتوں کی بہتری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ نے بار بار ہمیں اس کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک موقعے پر آپؑ نے فرمایا ”یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کے لیے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے۔ کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمّی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لیے کھڑا کیا ہے پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا۔ بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنی ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو۔ اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشاء کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 370-371)

پھر آپؑ نے یہ فرمایا کہ میری بیعت میں آ کر اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرنے کی تمہیں ضرورت ہے۔ پس اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر تقویٰ پیدا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ نہیں۔ خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی برے دن نہیں آ سکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پروا نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لیے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 263)

خدا تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں میں وہ انقلاب پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمارے تقویٰ کے معیار کو بڑھانے والے ہوں، ہمیں ایمان کے اعلیٰ مدارج پر لے جانے والے ہوں اور اس کا باعث بنیں۔ ہم حقیقت میں اس بات کا عملی مظاہرہ کرنے والے بنیں کہ ہم نے ایک منادی کی آواز کو سنا جس نے اپنے آقا کی غلامی میں اللہ تعالیٰ کی پاک جماعت بنانے کا اعلان کیا اور ہم اسے مان کر حقیقی ایمان لانے والوں میں بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو اور پھر ہم دنیا کو بھی صحیح راستے پر بلانے والے ہوں۔

ان دنوں میں خاص طور پر دنیا کیلئے بھی دعا کریں مسلم امہ کے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحیح راستے پر رہنمائی کرے۔ آپس میں جو ان کی سر پھٹول ہو رہی ہے، جنگ اور لڑائیاں ہو رہی ہیں اور غیر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس سے محفوظ رکھے اور دنیا بھی جو جنگ کے شعلوں کی طرف بڑھ رہی ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی بچائے اور امن اور سکون بھی دنیا میں قائم ہو اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو یہ جاننے والے ہوں اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اسلام کا جھنڈا دنیا پر لہرانے والے بنیں۔ اب دعا کر لیں۔

......☆☆☆......دعا......☆☆☆......

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کیا اسلامی عبادتوں میں ظاہری شکل وصورت پر زیادہ زور دیا گیا ہے

بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اسلام نے اپنی عبادتوں میں ظاہری فارم یعنی شکل وصورت پر ضرورت سے زیادہ زور دیا ہے اور اس کے بغیر انہیں ناقص سمجھا ہے اور اصل چیز جو دل کی کیفیت سے تعلق رکھتی ہے اور جو گویا عبادت کی رُوح سمجھی جانی چاہیئے اس کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی۔ بلکہ بعض لوگ تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ چونکہ عبادت میں اصل چیز اس کی رُوح ہے اس لیے اس کے واسطے کسی ظاہری شکل وصورت کے مقرر کرنے کی ضرورت ہی نہیں صرف دل کی توجہ کافی ہونی چاہئے اور یہ کہ اسلام نے عبادت کی ایک فارم مقرر کرکے اور پھر اس پر ضرورت سے زیادہ زور دے کر اس کی اصل رُوح کو مٹا دیا ہے۔ یہ وہ اعتراض ہے جو آجکل اسلامی عبادتوں کے متعلق کیا جاتا ہے، لیکن غور کیا جائے تو یہ اعتراض بالکل فضول اور بودا ہے۔ یعنی نہ تو یہ خیال دُرست ہے کہ عبادت چونکہ دل کی توجہ کا نام ہے اس لیے عبادتوں میں کسی فارم یعنی ظاہری شکل وصورت کے مقرر کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ یہ دُرست ہے کہ اسلام نے عبادت کی ظاہری شکل وصورت پر ضرورت سے زیادہ زور دیا ہے اور اس کی اصل حقیقت کی طرف توجہ نہیں کی۔ یہ دونوں خیال اسلامی تعلیم کی رُو سے قطعاً غلط اور بے بنیاد ثابت ہوتے ہیں۔

پہلے ہم اس اعتراض کو لیتے ہیں کہ کیا عبادت میں کسی ظاہری شکل وصورت کے مقرر کئے جانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ سو جاننا چاہئے کہ یہ خیال کہ چونکہ عبادت کا حقیقی تعلق انسان کی قلبی کیفیت سے ہے اس لیے اس کے واسطے کسی ظاہری فارم یعنی شکل وصورت کی ضرورت نہیں ایک بالکل جہالت اور نادانی کا خیال ہے کیونکہ اوّل تو جب جسم بھی خدا کا پیدا کردہ ہے تو اس کا بھی فرض ہے کہ وہ بھی خدا کی عبادت میں حصّہ لے اور اسے اپنے خالق ومالک کی عبودیت سے خارج یا آزاد قرار دے دینا کسی طرح بھی جائز نہیں سمجھا جاسکتا۔ انسان کا جسم اور اس کے سارے اعضاء اور ان اعضاء کی ساری طاقتیں خدا کی پیدا کردہ ہیں۔ پس اگر رُوح پر خدا کی مخلوق ہونے کی وجہ سے عبادت کا فرض عائد ہوتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ جسم اس فرض کی ادائیگی سے باہر رہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ: وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (بقرہ:4)

یعنی ’’سچا مُسلمان وہ ہے کہ جو ان سب چیزوں اور سب طاقتوں کو جو خدا نے اُسے عطا کی ہیں خواہ وہ جسمانی ہیں یا رُوحانی مادی ہیں یا غیر مادی ہمارے رستے میں خرچ کرتا ہے اور ہر ایک چیز میں سے جو ہم نے اُسے دی ہے ہمارا حق نکالتا ہے۔‘‘

پس اسلام ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا کہ عبادت کا حق صرف رُوح کے ذمہ ہے اور جسم اس سے آزاد ہے بلکہ اسلامی تعلیم کی رُو سے روح اور جسم دونوں اس بوجھ کے نیچے ہیں اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ ایسا ہو۔

دوسرے یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ ہر رُوح یعنی سپرٹ کے لیے کسی نہ کسی جسم یعنی ظاہری فارم کا ہونا ضروری ہے کیونکہ کوئی رُوح بغیر جسم کے زندہ نہیں رہ سکتی اور جو شخص کسی روح کو جسم کے بغیر زندہ رکھنے کی سعی کرتا ہے وہ یقیناً بہت جلد رُوح کو بھی کھو بیٹھتا ہے۔ مثلاً بزرگوں اور افسروں کا ادب واحترام ایک سراسر روحانی کیفیت ہے مگر کیا کوئی شخص اس جذبہ کی رُوح کو بغیر کسی ظاہری اور جسمانی پابندی کے زندہ رکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یقیناً اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اپنے بزرگوں اور افسروں کے سامنے بھی اسی طرح آزادی اور بے پروائی کے ساتھ رہتے ہوئے جس طرح میں اپنے ہم عمر دوستوں یا اپنے عزیزوں وغیرہ کے ساتھ رہتا ہوں ان کے ادب و احترام کے جذبہ کو اپنے دل میں قائم رکھ سکتا ہوں تو اس کا یہ دعویٰ غلط اور باطل ہوگا اور ایسا شخص بہت جلد ادب و احترام کی رُوح کو ضائع کر کے خالی ہاتھ رہ جائے گا۔ دراصل فطرتِ انسانی کے ماتحت رُوح اور جسم کے درمیان ایک ایسا گہرا رابطہ اور عمیق تعلق ہے کہ کبھی بھی ایک دُوسرے سے جُدا نہیں کیا جاسکتا اور یہ دونوں چیزیں ہر وقت ایک غیر معلوم مگر حکیمانہ قانون کے ماتحت ایک دُوسرے پر اثر انداز ہوتی رہتی ہیں۔ مثلاً اگر ایک انسان تکلّف کے ساتھ رونے کی شکل بنائے تو وہ محسوس کرے گا کہ اس ظاہری تبدیلی کے ساتھ ہی اس کے دل کے اندر بھی غم واَلم کی کیفیت پیدا ہونی شروع ہوگئی ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص کا دل مغموم ہے مگر کسی وجہ سے اس کے ظاہری جسم میں ہنسی کی صورت پیدا کردی جاوے تو اس کے ساتھ ہی اس کے دل کا غم خوشی میں مبدل ہونا شروع ہوجائے گا۔ پس عبادات میں جسم یعنی ظاہری فارم اور شکل وصورت کا تجویز کیا جانا اس لیے بھی ضروری ہے کہ جسم اور رُوح ایک دوسرے کے ساتھ غیر منفک صورت میں پیوست ہیں اور جسم کو شامل کرنے کے بغیر عبادت کی روح ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی اور لحظہ بہ لحظہ کمزور ہوکر بہت جلد مر جاتی ہے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ دُنیا کے ہر نظام میں ہر رُوح کے لیے کوئی نہ کوئی جسم مقرر کیا جاتا ہے اور تعجب ہے کہ جو لوگ اسلامی عبادات پر زیادہ معترض ہیں وہی اس مزعومہ ’’ظاہر پرستی‘‘ میں دُوسروں سے آگے نکلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ وامریکہ کے سارے نظام اور سارے تہذیب وتمدن کی بنیاد ظاہری فارم اور ضابطہ پر مبنی ہے اور یقیناً جتنا زور مغربی ممالک میں ہر چیز کی فارم پر دیا جاتا ہے اتنا کسی اور جگہ نظر نہیں آتا۔ مثلاً ایک ماتحت کے لیے افسر کا ادب لازمی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حقیقت کے لحاظ سے ادب محض ایک قلبی کیفیت کا نام ہے لیکن کوئی مغربی حکومت اس بات پر تسلی نہیں پاتی کہ اس کے افراد صرف اپنے دل میں اپنے افسروں کا ادب محسوس کرلیا کریں اور بس۔ بلکہ اس کے لیے یورپ و امریکہ کی ہر حکومت میں بے شمار ضوابط مقرر ہیں اور افسروں کے احترام کی غرض سے ماتحتوں کو سینکڑوں ظاہری پابندیوں میں جکڑ دیا گیا ہے کیونکہ دنیاوی معاملات میں ان لوگوں کے دل دُوسروں کی نسبت اس بات کو بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں کہ کسی جذبہ کی رُوح کو بغیر ظاہری فارم کے زندہ نہیں رکھا جاسکتا۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ دینی معاملات میں اس فطری قانون کو نظر انداز کیا جاوے۔ الغرض جسم کو عبادت میں شامل کرنا نہ صرف اس لیے ضروری ہے کہ جسم بھی خدا کی مخلوق ہے اور اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے خالق کی پرستش میں حِصّہ لے بلکہ اس لیے بھی کہ ظاہری اور جسمانی پابندی کے بغیر اندرونی رُوح کا بقا ممکن نہیں۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اسلام نے اپنی عبادات میں ظاہری شکل وصورت پر زیادہ زور دیا ہے اور عبادت کی رُوح کی طرف جو اصل چیز ہے پوری توجہ نہیں دی۔ سو یہ اعتراض بھی بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے گو اسلام نے جسم کو عبادت میں شامل کرکے ہر عبادت کے لیے ایک ظاہری صورت تجویز کی ہے لیکن چونکہ بہرحال رُوح جسم پر مقدّم ہے اس لیے اسلام نے اصل زور عبادت کی رُوح پر دیا ہے۔ بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس قدر زور عبادت کی رُوح پر اسلام میں پایا جاتا ہے وہ کسی اور مذہب میں نظر نہیں آتا۔ چنانچہ نماز جو اسلام میں ساری عبادتوں سے افضل قرار دی گئی ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ○ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ○ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ○ (ماعون:5 تا 8)

یعنی ’’تباہی ہے ان لوگوں کیلئے جو اپنی نماز کی اصل حقیقت سے غافل ہیں۔ وہ ایک ایسا کام کرتے ہیں جو لوگوں کو تو نظر آتا ہے مگر اس کے اندر کوئی رُوح نہیں ہے۔ اُنہوں نے صرف برتن کو روک رکھا ہے اور اصل رُوح جس کیلئے یہ برتن مقرر ہے اُنکے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔‘‘

اِس قرآنی آیت میں جس وضاحت اور زور کے ساتھ اور جس مؤثر انداز میں اسلامی عبادات کے فلسفہ کو بیان کیا گیا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی دوسرا مذہب اس سے بہتر تعلیم نہیں پیش کرسکتا۔ ان مختصر اور سادہ الفاظ میں اس غایت درجہ اہم اور نہایت وسیع مسئلہ کا ایسا نچوڑ آجاتا ہے کہ جس کے بعد حقیقتاً کسی اور تشریح کی ضرورت نہیں رہتی اور یہ آیت ہم نے صرف مثال کے طور پر دی ہے ورنہ اسلامی شریعت اس قسم کی تعلیم سے بھری پڑی ہے کہ عبادات میں گو فطرتِ انسانی کے ازلی قانون کے ماتحت جسم کا ہونا بھی ضروری ہے مگر اصل چیز رُوح ہے جس کے بغیر کسی جسم کو زندہ نہیں سمجھا جاسکتا۔ مثلاً قربانی کے مسئلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٣٧ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٣٨ (الحج:37،38)

یعنی ’’ہم نے قربانی کے جانوروں کو تمہارے لیے خُدا کی شناخت کا ایک ذریعہ بنایا ہے اور ان میں تمہارے لیے بہت خیر وبرکت رکھی گئی ہے۔ پس جب تم انہیں ذبح کرنے کے لیے باندھو تو اُن پر خدا کا نام پڑھ لیا کرو اور پھر جب وہ اپنے پہلو پر گر کر جاں بحق ہوجائیں تو تم ان کا گوشت خود بھی کھاؤ اور حاجت مندوں اور فقیروں کو بھی کھلاؤ۔ ہم نے ان جانوروں کو اس غرض سے تمہارے قابو میں دے رکھا ہے تاکہ تم خُدا کے شکر گذار بندے بنو۔ مگر یاد رکھو کہ ان جانوروں کا گوشت اور خُون خدا کو نہیں پہنچتا بلکہ جو چیز خدا کو پہنچتی ہے وہ اس تقویٰ کی رُوح ہے جس سے تم یہ کام کرتے ہو اور ہم نے اسی تقویٰ کی رُوح کو تمہارے قابو میں رکھنے کے لیے یہ طریق مقرر کیا ہے تاکہ تم اس رنگ میں جو خدا نے مقرر کر رکھا ہے اس کی بڑائی بیان کرسکو اور اے رسول بشارت دے ان لوگوں کو جو اس رنگ میں خدا کی عبادت بجالاتے ہیں۔‘‘

اسی طرح حدیث میں بھی کثرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وارد ہوئے ہیں جن میں آپؐ نے اسلامی عبادات کے متعلق یہ تشریح فرمائی ہے کہ ان میں اصل اور حقیقی مقصود عبادت کی رُوح ہے۔ چنانچہ روزہ کے متعلق آپؐ فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔

(بخاری بحوالہ مشکوٰۃ باب تنزیۃ الصوم)

یعنی ’’جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ اور ریاکاری کو ترک نہیں کرتا اور اسی پر عامل رہتا ہے تو وہ یاد رکھے کہ خُدا کو اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔ یعنی اس صورت میں اس کا روزہ کوئی روزہ نہیں بلکہ وہ بلا وجہ بھوکا اور پیاسا رہتا ہے جس کا اسے کوئی بھی ثواب نہیں۔‘‘

پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اسلام نے اپنی مختلف عبادات میں ایسی تعلیم دی ہے کہ جس میں اس اصول کو کہ عبادت میں اصل چیز اُس کی رُوح ہے عملاً ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مثلاً نماز کے متعلق اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ وہ قبلہ رُخ ہو کر ادا ہونی چاہئے لیکن ایسے حالات میں جب کہ کسی مجبوری سے قبلہ رُخ ہونا مشکل ہوجائے مثلاً انسان جب کسی سواری پر سوار ہو اور سواری کا رُخ اس کے قابو میں نہ ہو یا کسی وقت بادل وغیرہ کی وجہ سے قبلہ کا رُخ معلوم نہ ہوسکے تو اس قسم کی صورتوں میں اسلام کا یہ حکم ہے کہ پھر جدھر سواری کا رُخ ہو یا جس طرف انسان قیاس کرے کہ ادھر قبلہ ہے اُدھر ہی مُنہ کرکے نماز ادا کرلی جاوے۔ یا مثلاً نماز کے لیے قیام اور رکوع اور سجدہ اور قعدہ کی حالتیں لازمی قرار دی گئی ہیں، لیکن بایں ہمہ اگر بیماری کی وجہ سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوسکے یا کوئی اور معذوری ہو تو اس کے لیے اجازت ہے کہ بیٹھ کر ہی نماز ادا کرلے اور اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹے لیٹے ہی نماز پڑھ لے۔ یہی اصول دوسری عبادتوں پر بھی چسپاں ہوتا ہے۔ گویا جہاں کہیں بھی عبادت کی رُوح اور اس کا جسم وقتی حالات کی مجبوری کی وجہ سے آپس میں ٹکرانے لگتے ہیں اور دونوں کو ایک وقت میں اختیار نہیں کیا جاسکتا تو وہاں اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ جسم کو چھوڑ دو اور رُوح کو اختیار کرلو۔ جو اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ اسلام میں اصل مقصود عبادت کی رُوح کو قرار دیا گیا ہے اور جسم کو محض جسم کی ظاہری شرکت اور رُوح کے بقا کے لیے رکھا گیا ہے۔ **وھوالمراد**۔ پس یہ الزام کہ اسلام نے اپنی عبادات میں جسم کو شامل کرکے رُوح کو مٹا دیا ہے یا یہ کہ جسم پر زیادہ زور دے کر رُوح کو کمزور کردیا ہے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے بلکہ حق یہ ہے کہ اس معاملہ میں اسلامی تعلیم ایک ایسا اعلیٰ اور وسطی اور دلکش نمونہ پیش کرتی ہے جو نہ صرف ہر اعتراض سے بالا ہے بلکہ دُنیا کا کوئی دوسرا مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ اور پھر جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اسلام نے اپنی عبادات کے لیے جسم بھی ایسے تجویز کئے ہیں کہ ان سے بڑھ کر عبادت کی رُوح کو زندہ رکھنے اور ترقی دینے کے لیے کوئی صورت خیال میں نہیں آسکتی۔

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 211 تا 216، مطبوعہ قادیان 2011)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(675) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام نے ایک دن فرمایا کہ جس طرح بلّی کو چوہوں کے ساتھ ایک طبعی مناسبت ہے کہ جس وقت دیکھتی ہے حملہ کرتی ہے۔ اسی طرح مسیح کو دجال کے ساتھ طبعی نفرت ہے کہ جس وقت دیکھتا ہے حملہ کرتا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ آپ کے دل میں اس زمانہ کی مادیت اور دہریت کے خلاف کس قدر جوش تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہاں بلّی چوہے کی مثال صرف ایک خاص رنگ کی کیفیت کے اظہار کے لئے بیان کی گئی ہے۔ ورنہ اصل امر سے اس مثال کو کوئی تعلق نہیں۔ **وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا** (البقرہ : 27)

(676) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی.اے جالندھری نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ 91-1890ء تھا جب مَیں پہلی مرتبہ قادیان حاضر ہوا۔ ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ فتح اسلام کی پہلی کاپی کے پروف دیکھ رہے تھے۔ مَیں ابھی بچہ ہی تھا آپ نے میرے دائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ کر میری بیعت قبول فرمائی اور الفاظِ بیعت بھی اس وقت بعد کے الفاظ سے مختلف تھے جن میں سے ایک فقرہ یاد رہ گیا کہ **''میں منہیّات سے بچتا رہوں گا''**

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ماسٹر صاحب موصوف سکھ سے مسلمان ہوئے ہیں اور خدا کے فضل سے تبلیغ کے نہایت دلدادہ ہیں۔ ابھی گذشتہ ایام میں انہیں اس بات کے لئے جیل خانہ میں جانا پڑا کہ انہوں نے باوا نانکؒ صاحب کو مسلمان لکھا تھا مگر انہوں نے اس تکلیف کو نہایت بشاشت اور خوشی سے برداشت کیا۔

(677) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی.اے نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ 1903ء کے قریب مَیں نے چند نومسلموں کی طرف سے دستخط کروا کر ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان ''قادیان اور آریہ سماج'' تھا۔ اس اشتہار سے پنجاب میں شور پڑ گیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا۔ **''حَرْبًا مُّھَیَّجًا''** یعنی جنگ کو جوش دیا گیا ہے۔ اس پر قادیان کے آریوں نے بھی جلسہ کیا۔ اسکے جواب میں حضرت صاحب نے اپنی کتاب ''نسیم دعوت'' تالیف فرمائی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس الہام کا ذکر روایت نمبر 662 میں بھی ہو چکا ہے۔

(678) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگروال نے مجھ سے بیان کیا کہ جب بچپن میں قادیان میں میری آمد و رفت شروع ہوئی تو مَیں مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اور مرزا غلام قادر صاحب کو تو خوب جانتا تھا اور ان سے ملتا تھا۔ مگر حضرت صاحب کو نہیں جانتا تھا کیونکہ وہ گوشہ نشین تھے۔ صرف مسجد میں نماز کے لئے جاتے تھے **وَاِلَّا** کبھی نظر نہیں آتے تھے۔ کمرہ بند رکھ کر اس کے اندر رہتے تھے۔ مَیں نے پہلی دفعہ حضرت صاحب کو اس وقت دیکھا جب مَیں ایک دفعہ گھر سے دادا صاحب یعنی مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا کھانا لایا۔ اس وقت مَیں نے دیکھا کہ حضرت صاحب سیڑھیوں سے چڑھ کر اپنے کمرہ میں چلے گئے اور دروازہ بند کرلیا۔ مَیں نے تعجب کیا کہ یہ کون شخص ہے۔ اس پر مَیں نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو بتایا گیا کہ دادا صاحب کا چھوٹا لڑکا ہے۔ نیز مرزا دین محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ دادا صاحب کی وفات کے وقت میری عمر گیارہ سال کی تھی۔

(679) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مرزا دین محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب مَیں نے حضرت صاحب کو پہلے دن دیکھا تو مجھے آپ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ سو دوسرے دن غالبًا جب ظہر کی نماز پڑھ کر حضرت صاحب گھر آئے اور کمرہ میں جانے لگے تو مَیں پیچھے ہولیا۔ اور جب کمرہ کا دروازہ بند کرنے لگے مَیں نے اس کے اندر ہاتھ دیدیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کیوں بھئی کیا کام ہے؟ مَیں نے کہا صرف ملنا ہے۔ فرمایا اچھا آجاؤ۔ چنانچہ مَیں کمرہ میں چلا گیا اور حضرت صاحب نے دروازہ بند کرلیا۔ حضرت صاحب نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ مَیں مرزا نظام الدین صاحب کا پھوپھی زاد بھائی اور مرزا انتھا بیگ صاحب کا بیٹا لنگروال سے ہوں۔ اس پر حضرت نے مجھے پہچان لیا۔ اس کے بعد مَیں آپ کے پاس آنے جانے لگا اور آپ کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے لگ گیا۔ پھر اس کے بعد حضرت صاحب کا کھانا بھی مَیں ہی اندر سے لاتا اور کھلاتا تھا۔ گھر میں سب کھانے کا انتظام والدہ صاحبہ مرزا سلطان احمد صاحب کے سپرد تھا۔ اس کے قبل حضرت صاحب نے ایک چھکا رکھا ہوتا تھا جس میں کھانا وغیرہ رکھدیا جاتا تھا اور حضرت صاحب اُسے اُوپر چوبارہ میں کھینچ لیتے تھے۔ اس طرح میری حضرت صاحب کے ساتھ بہت محبت ہوگئی اور حضرت صاحب نے مجھے فرمایا تم میرے پاس ہی سورہا کرو اور بعض دفعہ مَیں کھانے میں بھی شریک ہوجاتا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا دین محمد صاحب کی ہمشیرہ مرزا نظام الدین صاحب کے عقد میں تھیں۔ یہ شادی بہت پرانی تھی۔ یعنی مرزا دین محمد صاحب کے ہوش سے قبل ہوئی تھی۔ مرزا دین محمد صاحب کی سگی پھوپھی مرزا غلام محی الدین صاحب کے گھر تھیں۔ گویا مرزا نظام الدین صاحب مرزا دین محمد صاحب کے پھوپھی زاد بھائی بھی تھے۔

(680) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مرزا دین محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جن دنوں میری آمد و رفت حضرت صاحب کے پاس ہوئی ان ایام میں حضرت صاحب اپنے موروثیوں وغیرہ کے ساتھ مقدمات کی پیروی کے لئے جایا کرتے تھے کیونکہ دادا صاحب نے یہ کام آپ کے سپرد کیا ہوا تھا۔ تایا صاحب باہر ملازم تھے۔ جب حضرت صاحب بٹالہ جاتے مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ جب گھر سے نکلتے تو گھوڑے پر مجھے سوار کر دیتے تھے۔ خود آگے آگے پیدل چلے جاتے۔ نوکر نے گھوڑا پکڑا ہوا ہوتا تھا۔ کبھی آپ بٹالہ کے راستہ والے موڑ پر سوار ہوجاتے اور کبھی نہر پر۔ مگر اس وقت مجھے اتارتے نہ تھے بلکہ فرماتے تھے کہ تم بیٹھے رہو مَیں آگے سوار ہو جاؤنگا۔ اس طرح ہم بٹالہ پہنچتے۔ ان ایّام میں بٹالہ میں حضرت صاحب کے خاندان کا ایک بڑا مکان تھا۔ یہ مکان یہاں محلہ اچری دروازے میں تھا۔ اُس میں آپ ٹھہرتے تھے۔ اس مکان میں ایک جولاہا حفاظت کے لئے رکھا ہوا تھا۔ مکان کے چوبارہ میں آپ رہتے تھے۔ شام کو اپنے کھانے کے لئے مجھے دو پیسے دیدیتے تھے۔ ان دنوں میں بھٹیاری جھیوری کی دکان سے دو پیسے میں دو روٹی اور دال مل جاتی تھی۔ وہ روٹیاں مَیں لاکر حضرت صاحب کے آگے رکھ دیتا تھا۔ آپ ایک روٹی کی چوتھائی یا اس سے کم کھاتے۔ باقی مجھے کہتے کہ اس جولاہے کو بلاؤ۔ اسے دیدیتے اور مجھے میرے کھانے لئے چار آنہ دیتے تھے اور سائیس کو دو آنہ دیتے تھے۔ اس وقت نرخ گندم کا روپیہ سوا روپیہ فی من تھا۔ بعض دفعہ جب تحصیل میں تشریف لے جاتے تو مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ جب تین یا چار بجتے تو تحصیل سے باہر آتے تو مجھے بلا کر ایک روٹی کھانے کے ناشتہ کے لئے دیدیتے اور خود آپ اس وقت کچھ نہ کھاتے۔ تحصیل کے سامنے کنوئیں پر وضو کر کے نماز پڑھتے اور پھر تحصیلدار کے پاس چلے جاتے اور جب کچہری برخاست ہوجاتی تو واپس چلے آتے۔

جب بٹالہ سے روانہ ہوتے تو پھر بھی مجھے سارا رستہ سوار رکھتے۔ خود کبھی سوار ہوتے اور کبھی پیدل چلتے۔ پیشاب کی کثرت تھی اس لئے گاہے بگاہے ٹھہر کر پیشاب کرتے تھے۔

(681) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مرزا دین محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابتداء میں مَیں نے حضرت صاحب سے بھی کچھ پڑھا ہے۔ ایک فارسی کی کتاب تھی وہ پڑھی تھی۔ لالہ ملاوامل، شرم پت اور کشن سنگھ بھی پڑھتے تھے۔ ملاوامل و شرم پت حکمت پڑھتے تھے اور کشن سنگھ قانون کی کتاب پڑھتا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ لالہ ملاوامل اور لالہ شرم پت کا ذکر حضرت صاحب کی اکثر کتابوں میں آچکا ہے اور کشن سنگھ قادیان کا ایک باشندہ تھا جو سکھ مذہب کو بدل کر آریہ ہوگیا تھا۔ مگر کیس رہنے دیئے تھے۔ اس لئے اُسے لوگ کیسوں والا آریہ کہتے تھے۔ اب ان تینوں میں سے صرف لالہ ملاوامل زندہ ہیں۔ محررہ 10/10/38

(682) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مرزا دین محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت صاحب کے پاس میری آمد و رفت اچھی طرح ہوگئی اور مَیں آپ سے پڑھنے بھی لگ گیا تو حضور نے مجھے حکم دیا کہ ہر دو گھروں میں یعنی بخانہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اور بخانہ مرزا غلام محی الدین صاحب کہہ دیا کرو کہ سب لوگ ہر روز سوتے وقت استخارہ کر کے سویا کریں اور جو خواب آئے وہ صبح ان سے پوچھ لیا کرو اور مجھ سے بھی استخارہ کراتے تھے۔ استخارہ یہ سکھایا تھا کہ سوتے ہوئے ''یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ'' پڑھا کرو۔ اور پڑھتے پڑھتے سوجایا کرو اور درمیان میں بات نہ کیا کرو۔ مَیں صبح سب گھر والوں میں پھر کر خوابیں پوچھتا تھا اور حضرت صاحب کو آکر اطلاع دیتا تھا۔ پھر حضرت صاحب سب کی تعبیر بتاتے اور مَیں سب کو جا کر اطلاع دیتا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اور مرزا غلام محی الدین صاحب حقیقی بھائی تھے۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب حضرت صاحب کے والد تھے اور مرزا غلام محی الدین صاحب چچا تھے۔ اس زمانہ میں بس انہی دو گھروں میں سارا خاندان تقسیم شدہ تھا۔ اب مرزا غلام محی الدین صاحب کی اولاد میں سے صرف مرزا گل محمد ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ استخارہ کی اصل مسنون دُعا تو لمبی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا دین محمد صاحب کی سہولت کے لئے آپ نے انہیں یہ مختصر الفاظ سکھا دیئے ہوں گے۔

(683) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ دعویٰ سے پہلے ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مکان واقع بٹالہ پر تشریف فرما تھے۔ مَیں بھی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ کھانے کا وقت ہوا تو مولوی صاحب خود حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ہاتھ دھلانے کے لئے آگے بڑھے۔ حضور نے ہرچند فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نہ دھلائیں مگر مولوی صاحب نے باصرار حضور کے ہاتھ دھلائے اور اس خدمت کو اپنے لئے فخر سمجھا۔ ابتداء میں مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زاہدانہ زندگی کی وجہ سے آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مَیں نے اس قسم کے واقعات دوسرے لوگوں سے بھی سُنے ہیں کہ دعویٰ سے قبل مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت صاحب کی بہت عزت کرتے تھے اور اس طرح پیش آتے تھے جس طرح انہیں آپ کے ساتھ خاص عقیدت ہے مگر جب مخالفت ہوئی تو اُسے بھی انتہا تک پہنچادیا۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

COAT-PANT, SHERWANI, VASE COAT
SALWAR KAMEEZ, LADIES COAT
عمدہ کوالٹی کے کپڑے مناسب ریٹ پر دستیاب ہیں
Gentelman Tailors
Civil Line Road, Near Four Story
Qadian - 143516 Dist. Gurdaspur, PUNJAB
Tayyab : 9779827028 Sadiq : 9041515164

ایک احمدی عورت اور لڑکی کے دل میں بامرادی کا تصور یہ ہونا چاہئے کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے، نہ کہ دنیاداری میں پڑ کر اپنے تقدّس کو ضائع کردینا ہے

جماعت کی ویب سائٹ alislam پر بھی قرآنِ کریم کے صحتِ تلفظ کے پروگرام ہیں اور mta پر بھی پروگرام آتے ہیں، اِن کو ریکارڈ کر کے قرآن مجید پہلے خود سیکھیں اور پھر دوسروں کو سکھائیں ہر عورت، ہر ماں جو ہے وہ صحتِ تلفظ کے ساتھ قرآنِ کریم پڑھانے والی ہو

اس ملک میں آکر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو سہولتیں اور آسانیاں مہیا فرمائی ہیں اُنہیں اپنی ذاتی عارضی تسکین کا ذریعہ نہ بناؤ بلکہ جماعت کے مفاد کیلئے استعمال کرو، انٹرنیٹ کو لغویات اور فضولیات کے لئے استعمال کرنے کی بجائے احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے استعمال کرو، اسے غیر اور نامحرم لڑکوں سے رابطے کی بجائے دین سیکھنے کے لئے استعمال کرو

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر 15 اگست 2009ء بروز ہفتہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا مستورات سے خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ﴿۱۲۵﴾ (النساء:125)

جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اور مَردوں میں سے یا عورتوں میں سے جو نیک اعمال بجالائے اور وہ مومن ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے اور وہ کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر بھی ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

ایک مسلمان عورت اس قدر خوش نصیب ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کا ایک مقام قائم فرمایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایمان میں مضبوطی اور نیک اعمال بجا لانے پر انعام کا مستحق ٹھہراتا ہے تو یہ نہیں کہتا کہ عورت کو یہ جزا نہیں ملے گی بلکہ مومنین میں مومنات بھی شامل ہیں۔ بعض جگہ تو اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کے ذکر میں مومنین کے ساتھ مومنات کا ذکر بھی کر دیا، خود بیان بھی کر دیا اور کہیں ’’ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی ‘‘ یعنی مرد یا عورت کہہ کر واضح فرما دیا تا کہ کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں واضح کر دیا کہ مومن صرف مرد ہی نہیں کہلاتا بلکہ عورت بھی مومن ہے اور اس لحاظ سے دونوں برابر ہیں اور جب بھی کوئی نیک عمل کوئی عورت کرے گی تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا مرد کو ملتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسلام پر اعتراض کرنے والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ عورت کو اس کا مقام نہیں دیا جاتا۔ اُسے حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اُس کی حیثیت دوسرے درجے کی ہے۔ پس جہاں تک اسلام کی تعلیم کا سوال ہے، جہاں تک خدا تعالیٰ کے اعلان کا سوال ہے، ایمان کی شرط کے ساتھ نیک اعمال بجالانے کی جتنی جزا مرد کو ہے اسی قدر عورت کو ملتی ہے۔

اسی طرح روزمرہ کے حقوق میں بھی عورت کو اس کا پورا حق دیا گیا ہے۔ حتیٰ کے عربوں میں غلام اور لونڈیوں کا جو رواج تھا اس میں بھی اُن کے حق قائم کئے گئے۔ گو جب شریعت کامل ہوئی تو غلامی کے خاتمے اور لونڈیاں رکھنے کی ممانعت ہوگئی۔ جب تک غلامی کے خاتمے کا قانون نہیں آیا تھا اس وقت تک لونڈیاں اور غلام رکھے جاتے تھے۔ اس وقت کا واقعہ ہے کہ ایک صحابی نے کہا ہم سات بھائی تھے۔ ہمارے ایک بھائی نے اپنی لونڈی کو منہ پر تھپڑ مارا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں جب یہ واقعہ آیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس لونڈی کو فوراً آزاد کر دو کیونکہ تم اپنے اس رویہ کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ اس کو اپنے پاس رکھ سکو۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ الممالیك و کفارۃ من لطم عبدہ حدیث نمبر 4304)

اس کے مقابلے میں بائبل میں کیا تعلیم ہے! خروج (Exodus) جو ہے اس کا باب 21 آیت 20-21 یہ کہتی ہے کہ اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھیاں مارے اور وہ مار کھاتی ہوئی مر جائے تو اُسے سزا دی جائے لیکن اگر وہ ایک یا دو دن جیئے تو اسے سزا نہ دی جائے اس لئے کہ وہ اس کا مال ہے۔ (ماخوذ از خروج باب 21 آیت 20-21) یعنی اگر فوراً مر جائے تو تھوڑی سی سزا دے دو اور اگر دو دن تک زندہ رہے اور پھر مرے تو کوئی سزا نہیں کیونکہ یہ اس کا مال ہے۔ اسلام نے تو انسانیت کی بنا پر اس وقت بھی غلاموں اور لونڈیوں کے حقوق قائم کئے تھے جب اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ شریعت کامل ہونے کے بعد جب ہر انسان کے حقوق قائم ہو گئے، قرآنِ کریم نے واشگاف الفاظ میں فرما دیا کہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کے مطابق بلا تخصیص جزا ملے گی تو وہ پھر آزاد مومن عورت کے حقوق پامال کرے یہ نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے تو عورت کو آزادی دلا کر برابری کا حق دلا دیا بلکہ انسانیت کے ایسے خوبصورت حقوق قائم فرمائے کہ انسانیت کے شرف کو بلند فرما دیا، اس کو بلندیوں تک پہنچا دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورتوں کے حق اس طرح قائم فرمائے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات آئی کہ صحابہ اپنی بیویوں کو مارتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتیں خدا کی لونڈیاں ہیں، تمہاری لونڈیاں نہیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی ضرب النساء حدیث نمبر 2145)

آپؐ نے فرمایا: اسے تھپڑ نہ مارو، گالیاں نہ دو، گھر سے نہ نکالو۔

(سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ علیٰ زوجھا حدیث نمبر 2142)

ایک دفعہ عورتوں نے آکر شکایت کی کہ مرد جہاد کر کے ہم سے زیادہ ثواب کما لیتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے گھروں کی نگرانی کر کے، بچوں کی بہترین تربیت کر کے اتنا ہی ثواب کماتی ہو جتنا میدانِ جہاد میں عمل کرنے والے تمہارے مرد کما رہے ہیں۔

(الجامع لشعب الایمان للبیھقی جلد 11 صفحہ 177 باب 60 فی حقوق الاولاد والاھلین حدیث نمبر 8368 مکتبۃ الرشد ناشرون سعودی عرب 2004ء)

کل مجھے کسی نے بتایا کہ خطبہ جمعہ کے بعد جلسہ کا جو سیشن ہو رہا تھا۔ اُس میں یہاں کسی شہر کے ایک میئر بھی آئے ہوئے تھے۔ جسے آپ یہاں برگا ماسٹر (Bürgermeister) کہتے ہیں (اگر میں صحیح بول رہا ہوں تو)۔ انہوں نے اپنے بیان کچھ یہ بھی کہا کہ میرے عورتوں کے پردے کے بارے میں کچھ تحفظات ہیں۔ میرے متعلق کہا کہ اُن سے اس بارے میں بات کروں گا تو پردے کے بارے میں تو مَیں U.K. کے جلسے میں لجنہ کی تقریر میں واضح کر چکا ہوں کہ پردے کی کیا اہمیت ہے۔ آپ لوگوں کے لئے مختصراً دوبارہ بیان کر دیتا ہوں کہ پردے کا حکم اللہ تعالیٰ نے عورت کا تقدس قائم کرنے اور اس کے تحفظ کے لئے اتارا ہے اور یہ قرآنِ کریم کے واضح احکامات میں سے ایک حکم ہے۔ یہ ہمارے مذہبی احکامات میں سے ایک حکم ہے۔ ایک عورت ایک لڑکی، جب اس کی اٹھان ایسے ماحول میں ہوئی ہو، جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اپنے لئے باعثِ برکت سمجھتی ہو اور اس حکم کو اپنے دینی فرائض میں سمجھتے ہوئے ادا کرتی ہو تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس پر قانوناً پابندی لگائے۔

مَیں نے بیان کیا تھا کہ ہماری ایک واقفہ نو بچی نے ایک دفعہ اخبار میں اس کے خلاف لکھا کہ تم میری مذہبی آزادی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہو اور میری ہی آزادی دِلوانے کا نام دِلوا کر اسے ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ پس یہاں پلنے بڑھنے والی لڑکیوں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ یہ دیکھیں کہ اس بے پردگی سے بے پردہ رہنے والوں کو، جن کو اپنے روشن دماغ ہونے کا بڑا زعم ہے، سوائے عارضی اور وقتی عیاشی کے کیا ملا ہے؟ اُن کے اندر جا کر ان سے پوچھیں کہ کیا اس سب آزادی سے آپ کو ذہنی سکون میسر آ گیا ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ کا یہ دعویٰ ہے اور ہمارا یہ تجربہ ہے کہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد: 29) کہ خدا کی عبادت اور اس کے ذکر میں ہی اطمینانِ قلب ہے۔

پس ان لوگوں کی باتوں سے کبھی کوئی نوجوان بچی خوفزدہ نہ ہو، نہ ہی کسی قسم کی شرم کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے اور اس کا ہر حکم فطرت کے عین مطابق ہے۔ اور اس کا اب تک اصلی حالت میں رہنا اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا ایک ثبوت ہے جبکہ کوئی اَور مذہبی کتاب اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں ہے اور انسانوں کی دسترس سے محفوظ نہیں ہے۔ پس قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جو آج ہر انسان کے

لئے راہِ نجات ہے اور اس کی تعلیم عظیم الشان تعلیم ہے۔ عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں احکامات ہیں۔ اگر بظاہر کوئی فرق کسی حکم میں نظر آتا ہے تو غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرق نہیں بلکہ اس پر غور کر کے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ حکم اس فطرت کے عین مطابق ہے جو خدا تعالیٰ نے مرد اور عورت کی بنائی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے شروع میں بتایا تھا کہ مرد اور عورت کے لئے برابری کا درجہ اور اس کا اعلان خدا تعالیٰ نے خود نیکیوں کے کرنے پر ایک جیسے ثواب کی صورت میں فرمایا ہے۔ اسلام کا خدا تو وہ خدا ہے جو رحمن ہونے کی وجہ سے اپنی رحمانیت کے بھی عظیم تر جلوے دکھاتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ اور جو اس کی مخلوق ہے اُس پر تو بہت زیادہ حاوی ہے۔ اور اس رحمت سے جس طرح مرد حصہ لے رہا ہے اسی طرح عورت بھی حصہ لے رہی ہے۔ لیکن کیونکہ اس کا جزا سزا کا قانون بھی ہے، اور وہ بھی ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ اس لئے اس نے نیکی بدی کی تخصیص کر کے، تمیز بیان کر کے اوامر و نواہی کے بارے میں ہمیں آگاہ کیا ہے۔ کرنے اور نہ کرنے والی باتوں کے بارے میں ہمیں بتایا ہے۔ ان کی نشاندہی فرمائی ہے اور ایک مومن کے فرائض کی بھی نشاندہی فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اگر ایمان میں مضبوطی کا حکم فرمایا اور اس کے نتیجے میں فضلوں کا ذکر کیا ہے تو مَردوں کے لئے بھی وہی انعامات ہیں جو عورت کے لئے ہیں۔ ہاں جہاں عورت کی فطری کمزوری اُس کے آڑے آتی ہے وہاں یہ بتا کر کہ یہ کمزوریاں ہیں اس وجہ سے یہ کام عورت کر ہی نہیں سکتی، اس کو بتا دیا کہ تم نہیں کر سکتی۔ لیکن جو کام عورت کر سکتی ہے وہ بھی واضح کر دیا کہ وہ مرد نہیں کر سکتے۔ جو برداشت اور صبر و حوصلہ عورت میں ہے وہ مرد میں نہیں ہے۔ ایک تقسیمِ کار کی گئی ہے۔ اگر مرد گھر سے باہر کے معاملات کا نگران اور ذمہ دار بنایا گیا ہے تو عورت کو گھر کا نگران بنایا گیا ہے۔ دنیا کا نظام بھی تقسیم کار کی وجہ سے چل رہا ہے اور جہاں تقسیمِ کار پر عمل نہ کیا جائے وہاں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ دنیاوی نظام میں تو اکثر جگہ عورتوں کو مَردوں جتنا کام لینے کے باوجود اُجرت مردوں سے کم دی جاتی ہے اور یہ صورتحال صرف غریب ملکوں میں نہیں ہے، غیر ترقی یافتہ ملکوں میں نہیں ہے، بلکہ ترقی یافتہ ملکوں میں بھی یہی کچھ ہے اور اس کے خلاف آوازیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے نظام میں نیکیوں اور عملِ صالح کا برابر بدلہ ہے۔

لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرے، بہت محبت کرنے والا ہو۔ جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرة: 166)

کہ مومن سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتا ہے۔ پس اگر حقیقی مومن کے انعامات کا حقدار بننا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اس لئے نہیں بجا لا رہیں کہ لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں، پردے اس لئے اتر رہے ہیں کہ لوگ ہمیں گھورتے ہیں یا تنگ کرتے ہیں تو پھر یہ نہ ہی اللہ تعالیٰ کی خشیت ہے اور نہ ہی اس کا خوف ہے، نہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔

اگر بعض فیشن آپ اس لئے کر رہی ہیں کہ یہاں کا معاشرہ یہ پسند کرتا ہے کہ گھٹنوں سے اونچے اونچے اُوٹنگے کوٹ جو ہیں وہ پہن لئے یا تنگ کوٹ پہن لئے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اُس سے بے پردگی ہوتی ہے اور اس سے آپ کے جسموں کی نمائش ہو رہی ہے تو یہ ایمان کی کمزوری ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے محبت میں کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کو ہر نیکی کے بدلے میں دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب پہنچانا چاہتا ہے۔ اور ہم دنیا کے خوف یا دنیا کی محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکامات نہ بجا لا کر اس ثواب سے محروم ہو رہے ہیں۔ اور اب یہ صورتحال ہے تو پھر دیکھیں کہ یہ کس قدر گھاٹے کا سودا ہے۔ پس اگر جائزہ لیں تو انسان ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کا انکار کر کے ان اجروں سے محروم ہو رہا ہے جو خدا تعالیٰ ہمیں دینا چاہتا ہے اور مغربی سوچ کے زیرِ اثر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ پس اس بات پر غور سے سوچیں اور اپنی حالتوں کا جائزہ لیں۔

اس بات پر بعض یہ اعتراض کرتی ہیں کہ مرد آزاد ہیں اور ہمارے پر پابندیاں ہیں۔ ایک مومن عورت کا یہ کام ہے کہ ہمیشہ یہ دیکھے کہ خدا تعالیٰ کس طرح ہمارے سے پیار اور برابری کا سلوک کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر مردوں کو حکم دیا ہے کہ نمازیں پڑھو تو تمہیں ثواب ہوگا اور یہی تمہاری پیدائش اور زندگی کا مقصد ہے۔ تو عورت کو بھی اتنا ہی اجر دے کر محروم نہیں رکھا بلکہ اس کے علاوہ اس کی بعض مجبوریوں کی وجہ سے اس کو بعض قسم کی چھوٹ بھی مہیا کی ہے۔ مثلاً مرد کے لئے حکم ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد جاؤ کیونکہ یہی اصل طریق ہے کہ باجماعت نماز پڑھو تو ثواب کے زیادہ حقدار ٹھہرو گے۔ لیکن عورت کو کہا کہ تم گھر میں ہی نماز پڑھ لو کیونکہ تمہاری گھریلو مصروفیات ایسی ہیں کہ تمہیں مسجد جانے کی ضرورت نہیں۔ اور پھر بعض دنوں میں نمازوں کی ویسے ہی چھوٹ دیدی۔ روزہ رکھنے کا حکم ہے تو جس طرح مَردوں کو ہے اسی طرح عورتوں کو بھی ہے۔ جو مَردوں کو ثواب ملے گا وہی عورتوں کو ثواب ملے گا بلکہ بعض دنوں میں اور بچوں کو دودھ پلانے کے دنوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تاکہ کمزوری نہ ہو جائے۔ زکوٰۃ دینے کا حکم ہے تو مَرد کے لئے بھی ویسا ہی حکم ہے جیسا عورت کے لئے اور دونوں کو ایک جیسا ثواب ہے۔ صدقہ خیرات کے لئے اگر عورت کے پاس رقم نہیں تو ایک دفعہ جب ایک عورت نے آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرے پاس رقم نہیں ہوتی تو کیا میں اپنے خاوند کی رقم لے کر دیدیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دیدی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 714-713 حدیث اسماء بنت ابی بکر الدیق حدیث نمبر 27524 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

کہ اگر تمہارے پاس صدقہ کے لئے رقم نہیں ہے تو مرد کی رقم نکال لو، ثواب تمہیں ہو جائے گا۔ حج کا حکم ہے تو جیسا مردوں کو اس کا ثواب ہے ویسا ہی عورتوں کو اس کا ثواب ہے۔ اخلاقِ حسنہ کے بجالانے کا جیسا مردوں کو حکم ہے اور اس کا ثواب ہے ویسا ہی عورتوں کو اس کا ثواب ہے۔

قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

”اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الاحزاب: 36)

یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کئے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مختلف جگہوں پر اخلاقِ حسنہ کا ذکر فرمایا ہے۔ بعض نیکیوں کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور بعض برائیوں کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے اور اس کا ثواب جس طرح مَردوں کو ہے اسی طرح عورتوں کو ہے۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمان مَردوں اور عورتوں کی بعض خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ مسلمان اور مومن کے لفظ کا علیحدہ استعمال اس لئے کیا ہے کہ اَسْلَمْنَا کے بعد پھر ایمان میں ترقی کی منزلیں طے ہوتی ہیں۔ پس ایک احمدی عورت کا کام ہے کہ ایمان میں ترقی کی طرف قدم بڑھائے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کی وارث بنے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ لینے کے لئے ایمان میں ترقی کے لئے فرمانبرداری شرط ہے اور فرمانبرداری یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر کامل شرح صدر کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش ہو اور ان لوگوں میں شامل ہو جن کے متعلق قرآن فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا۔ (الفرقان: 74)

اور وہ لوگ جب ان کے ربّ کی آیات اُنہیں یاد دِلائی جاتی ہیں تو ان سے بہروں اور اندھوں کا معاملہ نہیں کرتے۔

پس جب آپ نے اس زمانہ کے امام کو مان کر اُس کی بیعت میں شامل ہو کر یہ اعلان کر دیا ہے کہ ہم مسیح و مہدی کو ماننے والے ہیں تو پھر سچائی کا تقاضا یہ ہے کہ کامل فرمانبرداری دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر عمل کریں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی بہت اہم سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر کامل فرمانبرداری دکھاؤ گے تو تمہارے درجے بلند ہوں گے اور وہ لوگ کامیابیاں دیکھیں گے جو فرمانبرداری دکھانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ (النور: 53)

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور اُس کا تقویٰ اختیار کریں وہ بامراد ہو جاتے ہیں۔

پس ایک احمدی عورت اور لڑکی کے دل میں بامرادی کا تصور یہ ہونا چاہئے کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے، نہ کہ دنیاداری میں پڑ کر اپنے تقدّس کو ضائع کر دینا ہے۔ نہیں، بلکہ اپنے تقدس کو ہمیشہ قائم رکھنا ہے۔ یہ سوچنا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب کس طرح پا سکتی ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ جن لوگوں کو آپ آزاد سمجھتی ہیں اور وہ بڑی خوش باش نظر آتی ہیں اُن میں سے بعض بلکہ اکثریت جو بے چین ہیں وہ تو آہستہ آہستہ ہماری طرف شامل ہو رہی ہیں۔ اُن کے اندر بے چینیوں کے پہاڑ کھڑے ہیں کیونکہ یہ ظاہری خوشی اُن کو نظر آ رہی ہے۔ سکون کی تلاش میں کوئی کسی نشہ کا سہارا لے رہا ہے۔ کوئی شراب کا سہارا لیتی ہے۔ کوئی کلبوں میں ناچ گانے میں سکون تلاش کرتی ہے یا سکون تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ کوئی مردوں سے دوستیوں میں اپنی عزت اور عصمت کی بھی پروا نہیں کرتی۔ لیکن پھر بھی ان کی بے چینیاں کم نہیں ہوئیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان بے چینیوں کو دُور کرنے کے لئے اپنے ذکر اور اپنی اطاعت کی طرف توجہ دلائی ہے اور اعلان فرمایا ہے کہ اگر تم صحیح رنگ میں فرمانبرداری اختیار کرو گے تو تم فَآئِزُوْن میں شمار ہو گے، بامراد ہو گے۔ یہ دنیا تو ایک ابتلا کا گھر ہے، اس کے امتحانوں سے جب انسان کامیاب گزرتا ہے تب ہی کامیابی کی صحیح منزلوں کو پاتا ہے۔

پھر سچائی کی طرف توجہ دلائی۔ سچائی کیا ہے؟ حق بات کا اظہار اور لغویات سے پرہیز۔ کوئی بھی کام جب لڑکیاں اپنے ماں باپ سے اِس خوف سے چُھپ کر کر رہی ہیں کہ اگر ماں باپ کو پتہ چل گیا تو ناراض ہوں گے، ہمارے گھر والوں کی بدنامی ہوگی، معاشرے میں اسے برا سمجھا جائے گا، ہمارے مستقبل پر اس کا اثر پڑے گا، جماعت کی تعلیم کے خلاف ہونے کی وجہ سے جماعت ہمارے خلاف کارروائی کرے گی تو ایسی باتیں لغویات بھی ہیں اور جھوٹ بھی ہیں۔ کیونکہ جب کسی نے ان باتوں کو اگر کیا ہے جس کے وہ نتائج نکل سکتے ہیں جن کا مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے تو پھر اُنہیں چھپانے کی کوشش ہوگی اور یہ پردہ ڈالنے کے لئے جھوٹ کا سہارا لینا پڑے گا۔ پھر سچائی کو اس طرح بھی چھپایا جاتا ہے کہ اپنی یا اپنے کسی عزیز کی غلطی کو جو نظامِ

جماعت کے سامنے آجائے جھوٹی گواہی دے کر ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بعض دفعہ ایک دوسرے کے خلاف غلط الزامات لگا کر نظامِ جماعت کے سامنے یا میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مومن کی یہ نشانی ہے کہ اُس کا ہر قول و فعل سچائی کا نمونہ ہو۔

صبر بھی ایک بہت بڑا خلق ہے۔ یہ ذاتی طور پر تکلیفوں پر بھی ہے اور جماعتی تکلیفوں پر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی معاملات میں صبر کے نمونے ہر مرد اور عورت نے بہت دکھائے ہیں اور ثابت قدمی کا اظہار کیا ہے۔ انتہائی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا ہے، اپنی جانیں تک قربان کی ہیں۔ لیکن ذاتی معاملات آجائیں تو اکثر صبر کے دامن چھوٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کے اعلیٰ نمونے دکھاؤ۔ بہت سی بدمزگیاں ہیں اور لڑائیاں ہیں جو معاشرے میں بے صبری کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں۔

پھر ایک خُلق ہے عاجزی۔ اور عاجزی دکھانا بھی ایک مومن مرد اور عورت کے لئے بڑی اہم بات ہے۔ کہنے کو تو کہہ دیا جاتا ہے کہ مَیں تو بہت عاجز ہوں، بہت عاجز انسان ہوں، بس آپ کی ذرّہ نوازی ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا۔ جب تعریف ہو رہی ہو تو اس وقت تو یہ الفاظ ادا کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ عاجزی نہیں ہے۔ عاجزی وہ ہے کہ اپنی مرضی کے خلاف بات ہو، اپنی عزت پر حرف آتا ہو اور پھر انسان خدا تعالیٰ کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کرے۔ اپنا علم ہوتے ہوئے بھی، یہ جانتے ہوئے کہ مَیں نے سب کچھ پڑھا ہوا ہے، میرا اس میں علم ہے، دوسرے سے علم کی وجہ سے تکبر کا اظہار نہ کرے تو یہ عاجزی ہے۔ اپنی دولت ہوتے ہوئے بھی اپنے سے کم یا غریب سے عزت سے ملے تو یہ عاجزی ہے۔ اپنی دولت کا اظہار فخر کے رنگ میں نہ کرے۔

پھر صدقہ و خیرات کرنے والے ہوں یا والی ہوں۔ روزہ رکھنے والے اور والی کا ذکر ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر عبادات بجالانے والے اور عبادات بجا لانے والیاں، اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والیاں، ہر قسم کی برائی سے بچنے والیاں، زبان اور آنکھ کو ہر ناجائز استعمال سے روکنے والیاں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والیاں، اِن سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم رکھا ہے۔ عورتیں بھی اور مرد بھی ہر ایک جو اِن نیکیوں کو انجام دے گا اِس کا بہترین اجر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

پھر قرآنِ کریم نے ہمیں دوسری جگہوں پر اَور بھی بعض نیک کام بتائے ہیں۔ مثلاً اُن میں ایک امانات کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے عہدوں اور اپنی امانتوں کی نگرانی کرو۔ ایک احمدی مرد اور عورت کی یہ بھی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جب ہم عہدِ بیعت میں شامل ہوتے ہیں اور یہ عہد کرتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی تو یہ جائزہ لیں کہ کیا ہمارے دل بھی حقیقت میں اس کے گواہ ہیں۔ دین کو دنیا پر مقدّم ایک عورت نے صرف اپنے لئے نہیں رکھنا بلکہ جن بچوں کی تربیت کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے اگر ان کی تربیت کا حق ادا نہیں کر رہی تو اپنے عہد کا پاس نہیں کر رہی۔

اسی طرح امانتوں کی حفاظت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور جیسا کہ مَیں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ احمدی بچے اپنے ماں باپ کے پاس جماعت کی امانت ہیں چاہے کوئی بچہ وقفِ نَو ہے یا نہیں۔ وقفِ نو بچے کو تو خاص طور پر جماعت کی خدمت کے لئے تیار کرنا ہی ہے۔ اُن کے ذہنوں میں بچپن سے ڈالنا ہی ہے کہ تم نے جماعت کا خادم بننا ہے۔ لیکن ایک غیر وقفِ نو بچہ اور بچی جو ہے وہ بھی جماعت کے لئے اسی طرح اہم ہے جتنا وقفِ نَو کیونکہ جماعت کی ترقی پوری جماعت کی اصلاح سے وابستہ ہے۔ بعض دفعہ وہ لوگ جو واقفِ زندگی نہیں وہ واقفِ زندگیوں سے زیادہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ تبلیغی میدان میں بھی ان کی کوشش اور ان کے نتائج غیر معمولی ہوتے ہیں۔ علمی میدان میں بھی وہ بہت اہم کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں جو جماعت کے حق میں جاتا ہے۔ پس ان امانتوں کی حفاظت کرنا، ان کی بہترین تربیت کرنا، یہ بھی ماں باپ کے فرائض میں داخل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”بہترین تحفہ جو ماں باپ اپنے بچے کے لئے پیش کرتے ہیں یا اُس کو دے سکتے ہیں وہ ان کی بہترین تربیت ہے“۔

(ماخوذ از سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی ادب الولد حدیث نمبر 1952)

اور آجکل کے ماحول میں جبکہ ہر طرف آزادی کے نام پر معاشرے میں بہت کچھ ہو رہا ہے۔ اس کا بیان بھی ممکن نہیں یا کم از کم بہت مشکل ہے۔ اور ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذریعے یہ گھروں تک بھی پہنچ چکا ہے۔ ماں باپ کو اپنے بچوں کی نگرانی اور تربیت کی طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آزادی کے نام پر بچوں کی ضد دیکھ کر انہیں اندھے کنویں میں جان بوجھ کر نہ پھینکیں۔ اُنہیں آگ میں جان بوجھ کر نہ ڈالیں۔ مسلسل دعاؤں اور نگرانی سے جب آپ بچوں کی تربیت کی کوشش کر رہی ہوں گی تو یقیناً اللہ تعالیٰ جو آپ کے درد کو جانتا ہے آپ کی مدد فرمائے گا۔

اِس ضمن میں مَیں یہ بھی کہوں گا کہ مغربی ممالک میں مائیں اپنی مصروفیتوں کے بہانے کر کے اپنے بچوں کو قرآنِ کریم پڑھانے کے لئے غیر از جماعت قاریوں کے پاس بھیج دیتی ہیں۔ کینیڈا سے بھی مجھے رپورٹیں ہیں اور امریکہ سے بھی، جرمنی سے بھی، انگلستان میں بھی بعض جگہ سے، اور کئی اَور جگہوں پر بلکہ پاکستان میں بھی کئی کیس ایسے ہوئے ہیں کہ ایسے قاریوں نے قرآن کریم تو کم پڑھایا ہے لیکن جماعت کے متعلق غلط باتیں بچوں کے ذہنوں میں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب جبکہ جماعت کی ویب سائٹ alislam پر بھی قرآنِ کریم کے صحتِ تلفظ کے پروگرام ہیں اور MTA پر بھی پروگرام آتے ہیں تو اِن کو ریکارڈ کر کے خود سکھائیں۔ اور MTA والے ہر ملک کے لحاظ سے وقت کا اندازہ کر کے ان پروگراموں کو دوبارہ نئے سرے سے شروع کریں تا کہ کوئی بہانہ نہ رہے کہ ہم سکھا نہیں سکتے۔ یہ پہلے تو آپ ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ خود بھی سیکھیں اور پھر سکھائیں بھی۔ سندات تو آج آپ، قرآنِ کریم پڑھانے والیوں نے وصول کر لیں تو اب اِن سے آگے اَور پڑھانے والیاں پیدا ہوتی چلی جانی چاہئیں بلکہ ہر عورت، ہر ماں جو ہے وہ صحتِ تلفظ کے ساتھ قرآنِ کریم پڑھانے والی ہو۔ پس ہم میں سے ہر ایک نے ان امانتوں کو سنبھالنا ہے جو ہمارے سپرد کی گئی ہیں۔ جنہوں نے پھر آئندہ جماعت کے لئے مفید وجود بننا ہے۔ یہ حق ادا کرنے والے، امانتوں کا حق ادا کرنے والے احمدی مرد اور عورتیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پانے والے بھی ہوں گے لیکن حدیث کے مطابق گھر کی نگرانی کیونکہ عورت کے سپرد کی گئی ہے اس لئے اس کا زیادہ فرض ہے۔

قرآنِ کریم نے جو یہ دعا سکھائی ہے کہ:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(الفرقان:75)

یہ صرف مَردوں کے لئے نہیں ہے بلکہ عورتوں کے لئے بھی ہے۔ متقیوں کا امام بننا، اپنے بچوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرنا، عورتیں بھی یہ دعا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ صرف مرد یہ دعا کریں۔ جب گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے مرد امام بنتا ہے تو اس کے بیوی بچے اس کے ماتحت ہوتے ہیں تو عورت بھی اس دعا کی وجہ سے اپنے بچوں کی امام بن جاتی ہے اور پھر بچے اس کے زیرِ نگیں ہوتے ہیں۔ پس یہ امامت کا حق ادا کرنا بھی ہر ماں کا فرض ہے۔ ہر احمدی ماں کا فرض ہے۔ اور جب آپ متقیوں کا امام بننے کی دعا کریں گی تو اپنے بچوں کے تقویٰ کے معیاروں کو بھی دیکھیں گی۔ اُن کی نیک اعمال کی طرف راہنمائی بھی کریں گی۔ ایک فکر کے ساتھ ان کے نیکیوں کے اختیار کرنے اور ان پر قائم رہنے کے لئے دعائیں بھی کریں گی۔ اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ جب آپ ان بچوں کے متقی ہونے کے لئے اور ان متقیوں کا امام بننے کے لئے دعا کر رہی ہوں اور اس کے لئے کوشش کر رہی ہوں تو خود اپنی طرف آپ کی توجہ نہ ہو، اپنے تقویٰ کے معیار آپ کے بلند نہ ہو رہے ہوں۔ اسی طرح جب مَردوں کی بھی یہی سوچ ہو گی تو تب ہی ایک نیک اور اعمالِ صالحہ بجالانے والا معاشرہ قائم ہو رہا ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین اجر پانے والا ہو گا۔

عورتوں کو یہ بھی بتا دوں کہ ہر نیک عمل میں عورتوں کے مَردوں کے ساتھ حصہ لینے کی وجہ سے وہ اجر عظیم سے حصہ پائے گی اور جنت میں داخل ہو گی لیکن اسلام نے ایک ایسا بلند مقام بھی عورتوں کو عطا فرمایا ہے جو مردوں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور وہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

(مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح جلد دوم صفحہ 372 کتاب الصلاة باب المساجد ومواضع الصلاة حدیث 694 مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 2001ء)

پس یہ جنت کی کنجی، یہ چابی جو آپ کے پاؤں کے نیچے رکھی گئی ہے، جو آپ کے سپرد کی گئی ہے یہ آپ کو ایک امتیاز دِلاتی ہے۔ اس کا استعمال کر کے اپنے لئے بھی جنت کے دروازے کھولیں اور اپنی اولاد کے لئے بھی جنت کے دروازے کھولیں۔ جنت کی یہ چابی آپ کو اس لئے ملی ہے کہ آپ ایک نئی نسل کی تربیت گاہ ہیں۔ اس چابی کے ساتھ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ آپ کو یونہی نہیں چابی مل گئی۔ اس چابی کے ساتھ ایک کوڈ نمبر بھی ہے۔ ہر ماں جنت تک پہنچانے والی نہیں بلکہ وہی ہے جو اِس کوڈ نمبر کو استعمال کرے گی اور وہ کوڈ ہے اعمالِ صالحہ اور تقویٰ۔ جب اس کا عکس اس دروازے اور تالے پر پڑے گا تو ان ماؤں اور اُن کے بچوں کے لئے جنت کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ پس ہر احمدی عورت اس کو استعمال کرے اور دنیا کو بتا دے کہ تم کہتے ہو کہ اسلام میں عورت کی عزت نہیں ہے۔ اسلام تو ہمیں ہمارے نیک اعمال کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مَردوں کے برابر جنت کی خوشخبری دیتا ہے بلکہ اپنی اولاد کی نیک تربیت کی وجہ سے ہماری اولاد کی بھی جنت کی ضمانت دیتا ہے اور ہمارے مرنے کے بعد ہر وہ نیک عمل جو ہماری اولاد ہماری نیک تربیت کی وجہ سے کرتی ہے وہ جہاں اُس اولاد کے حق میں ثواب حاصل کرنے والی ہوتی ہے وہاں ماؤں کے اس دنیا کے رخصت ہو جانے کے بعد بھی ماؤں کے درجات بلند کرنے کا ذریعہ بن رہی ہوتی ہے۔ پس یہ اعزاز حاصل کرنے کے لئے ہر ماں کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نوجوان بچیوں کو پھر مَیں کہتا ہوں کہ اپنے مقام کو سمجھو۔ اپنے تقدس کا خیال رکھو۔ اس ملک میں آ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو سہولتیں اور آسانیاں مہیا فرمائی ہیں اُنہیں اپنی ذاتی عارضی تسکین کا ذریعہ نہ بناؤ بلکہ جماعت کے مفاد کے لئے استعمال کرو۔ انٹرنیٹ کو لغویات اور فضولیات کے لئے استعمال کرنے کی بجائے احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے استعمال کرو۔ اسے غیر اور نامحرم لڑکوں سے رابطے کی بجائے دین سیکھنے کے لئے استعمال کرو۔

میرے ایک جائزے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جن گھروں میں ماں باپ کا آپس کا محبت اور پیار کا سلوک نہیں ہے اُن کے بچے زیادہ باہر جا کر سکون تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے ماں باپ سے بھی مَیں کہوں گا کہ اپنی ذاتی اَناؤں کی وجہ سے اور اپنی ادنیٰ خواہشات کی وجہ سے گھروں کا سکون برباد کر کے اپنی نسلوں کو برباد نہ کریں اور حقیقی طور پر متقیوں کا امام بننے اور اپنی امانتوں کا حق ادا کرنے والے بننے کی کوشش کریں اور اپنے عہد کو اور وعدے کو پورا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر آپ نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اب دعا کر لیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 2 مئی 2014)

☆......☆......☆......☆

اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں تو اس کے متعلق

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کا یہی مسلک ملتا ہے کہ ان سب نے اس روز نماز عید کی ادائیگی کے بعد جمعہ بھی اپنے وقت پر ادا کیا ہے
اور دُور کے علاقوں سے آنے والوں کو جمعہ سے رخصت دیتے ہوئے ہدایت کی کہ وہ اپنے علاقوں میں ظہر کی نماز ادا کر لیں

لہٰذا اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوتے ہیں تو نماز عید کی ادائیگی کے بعد اگر جمعہ نہ پڑھا جائے تو ظہر کی نماز اپنے وقت پر ضرور ادا کی جائیگی

نماز اور روزہ بدنی عبادات ہیں، اس لئے ان کا ثواب اسی شخص کو پہنچتا ہے جو ان عبادات کو بجالاتا ہے
اس لئے ہمارے نزدیک میت کی طرف سے نماز اور روزے رکھنا مرنے والے کی اولاد کی ذمہ داری نہیں ہے
البتہ میت کی طرف سے کوئی ایسا کام کرنا جس سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا ہو تو وہ ایک صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کا ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے
کتب احادیث میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی طرف سے یہ روایت بھی موجود ہے کہ وفات یافتہ کی طرف سے روزے نہ رکھو بلکہ اسکی طرف سے کھانا کھلاؤ

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

سوال: ایک عرب خاتون نے حضور انور کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ کسی خاتون نے اس سے پوچھا ہے کہ کیا اس کے لیے عورتوں کی بھنوؤں اور جسم پر ٹیٹو بنانے کا کاروبار کرنا جائز ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 27/اپریل 2021ء میں اس بارے میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں:

جواب: ٹیٹو بنانا اور بنوانا تو جائز نہیں ہے۔ احادیث میں بھی اس کی ممانعت آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کے حصول کی خاطر جسموں کو گودنے والیوں، گدھوانے والیوں، چہرے کے بال نوچنے والیوں، سامنے کے دانتوں میں خلا پیدا کرنے والیوں اور بالوں میں پیوند لگانے اور لگوانے والیوں پر لعنت کی ہے جو خدا کی تخلیق میں تبدیلی پیدا کرتی ہیں۔
(صحیح بخاری کتاب اللباس)

اسلام کا ہر حکم اپنے اندر کوئی نہ کوئی حکمت رکھتا ہے۔ اسی طرح بعض اسلامی احکامات کا ایک خاص پس منظر ہوتا ہے، اگر اس پس منظر سے ہٹ کر ان احکامات کو دیکھا جائے تو حکم کی شکل بدل جاتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جب بعثت ہوئی تو دنیا میں اور خاص طور پر جزیرۂ عرب میں جہاں مختلف قسم کے شرک کا زہر ہر طرف پھیلا ہوا تھا وہاں مختلف قسم کی بے راہ رویوں نے بھی انسانیت کو اپنے پنجہ میں جکڑا ہوا تھا اور عورتیں اور مرد مختلف قسم کی مشرکانہ رسوم اور معاشرتی برائیوں میں مبتلا تھے۔

مذکورہ بالا امور کی ممانعت پر مبنی احادیث میں دو چیزوں کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے۔ ایک یہ کہ ان کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی مقصود ہو اور دوسرا حسن کا حصول پیش نظر ہو۔

ان دونوں باتوں پر جب ہم غور کرتے ہیں تو پہلی بات یعنی خدا تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی جہاں معاشرتی برائیوں کی طرف اشارہ کرتی ہے وہاں مشرکانہ افعال کی بھی عکاسی کرتی ہے چنانچہ بالوں میں لمبی گوتیں لگا کر سر پر بالوں کی پگڑی بنا کر اسے بزرگی کی علامت سمجھنا، کسی پیر اور گرو کی نذر کے طور پر بالوں کی لٹیں بنانا یا بودی رکھ لینا، چار حصوں میں بال کر کے درمیان سے استرے سے منڈوا دینا اور اسے باعث برکت سمجھنا۔ اسی طرح برکت کے لیے جسم، چہرہ اور بازو وغیرہ پر کسی دیوی، بت یا جانور کی شکل گندھوانا۔ یہ سب مشرکانہ طریق تھے اور ان کے پیچھے مذہبی توہمات کارفرما تھے۔

دوسری بات یعنی حسن کے حصول کی خاطر ایسا کرنا، بعض اعتبار سے معاشرتی بے راہ روی اور فحاشی کو ظاہر کرتی ہے۔ جائز حدود میں رہتے ہوئے انسان کا اپنی خوبصورتی کے لیے کوئی جائز طریق اختیار کرنا منع نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے اچھا لگتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرے کپڑے اچھے ہوں، میری جوتی اچھی ہو، تو کیا یہ تکبر میں شامل ہے؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ تکبر نہیں ہے۔ تکبر تو حق کا انکار کرنے اور دوسروں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔ اور اس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا إِنَّ اللّٰہَ جَمِیۡلٌ یُحِبُّ الۡجَمَالَ یعنی اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تَحۡرِیۡمِ الۡکِبۡرِ وَبَیَانِہٖ) اسی طرح احادیث میں آتا ہے کہ بچیوں کی جب شادی ہوتی تھی تو انہیں بھی اس زمانے کے طریق کے مطابق بناؤ سنگھار کر کے تیار کیا جاتا اور خوبصورت بنایا جاتا تھا۔ (صحیح بخاری کِتَاب الۡھِبَۃِ وَفَضۡلِھَا وَالتَّحۡرِیۡضِ عَلَیۡھَا بَاب الۡاِسۡتِعَارَۃِ لِلۡعَرُوۡسِ عِنۡدَ الۡبِنَاءِ)(فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب النکاح بَاب اسۡتِعَارَۃِ الثِّیَابِ لِلۡعَرُوۡسِ وَغَیۡرِھَا)

پس جس حسن کے حصول پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لعنت کا انذار فرمایا ہے، اس کا یقیناً کچھ اَور مطلب ہے۔ چنانچہ جب ہم اس حوالے سے ان احادیث پر غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ ان باتوں کی ممانعت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے اس قسم کے کام شروع کیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے وقت یہود میں فحاشی عام تھی اور مدینہ میں فحاشی کے کئی اڈے موجود تھے، جن میں ملوث خواتین، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی خاطر اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتی تھیں، اس لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کاموں کی شناعت بیان فرما کر مومن عورتوں کو اس وقت اس سے منع فرما دیا۔

پس ان چیزوں کی ممانعت میں بظاہر یہ حکمت نظر آتی ہے کہ ان کے نتیجے میں اگر انسان کی جسمانی وضع قطع میں اس طرح کی مصنوعی تبدیلی واقع ہو جائے کہ مرد و عورت کی تمیز جو خدا تعالیٰ نے انسانوں میں پیدا کی ہے وہ ختم ہو جائے، یا اس قسم کے فعل سے شرک جو سب سے بڑا گناہ ہے اس کی طرف میلان پیدا ہونے کا اندیشہ ہو یا ان امور کو اس لیے بجا لایا جائے کہ اپنی مخالف جنس کا ناجائز طور پر اپنی طرف میلان پیدا کیا جائے تو یہ سب افعال ناجائز اور قابل مواخذہ قرار پائیں گے۔

پس جہاں تک ٹیٹو بنوانے کا تعلق ہے تو مرد ہو یا عورت اس کے پیچھے صرف یہی ایک مقصد ہوتا ہے کہ اس کی نمائش ہو اور اپنی مخالف جنس کا ناجائز طور پر اپنی طرف میلان پیدا کیا جائے۔ اسی لیے لوگ عموماً ٹیٹو جسم کے ایسے حصوں پر بنواتے ہیں جنہیں وہ عام لوگوں میں کھلا رکھ کر اس کی نمائش کر سکیں۔ لیکن اگر کوئی ٹیٹو جسم کے ستر والے حصہ پر بنواتا ہے تو اس کے پیچھے بھی یہی سوچ ہوتی ہے کہ تا بُرائی اور افعال بد کے ارتکاب کے وقت اپنی مخالف جنس کے سامنے ان پوشیدہ اعضاء پر بنے ٹیٹو کی نمائش کی جا سکے۔ یہ دونوں طریق ہی اسلامی تعلیمات کے منافی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہیں۔

علاوہ ازیں ٹیٹو کے کئی ظاہری اور میڈیکل نقصانات بھی ہیں۔ چنانچہ جسم کے جن حصوں پر ٹیٹو بنوایا جاتا ہے، اس جگہ جلد کے نیچے پسینہ لانے والے گلینڈ بُری طرح متاثر ہوتے ہیں اور ٹیٹو بنوانے کے بعد جسم کے ان حصوں پر پسینہ آنا کم ہو جاتا ہے، جو طبی لحاظ سے نقصان دہ ہے۔ اسی طرح بعض قسم کے ٹیٹو چونکہ مستقل طور پر جسم کا حصہ بن جاتے ہیں، اس لیے جسم کے بڑھنے یا سکڑنے کے ساتھ ٹیٹو کی شکل میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے، جس سے ٹیٹو بظاہر اچھا لگنے کی بجائے بد صورت لگنے لگتا ہے اور کئی لوگ پھر اسے وبال جان سمجھنے لگتے ہیں لیکن اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ لہٰذا ان وجوہ کی بنا پر بھی ٹیٹو بنوانا ایک لغو کام ہے۔

باقی جہاں تک عورتوں کے اپنی جائز اور اسلامی حدود میں رہتے ہوئے خوبصورتی کے لیے بھنویں بنوانے کا تعلق ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان برائیوں کے پس منظر میں جہاں اُس وقت مومن عورتوں کو ان کاموں سے منع فرمایا وہاں تکلیف یا بیماری کی بنا پر اس کا استثنا بھی فرمایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ النَّامِصَۃِ وَالۡوَاشِرَۃِ وَالۡوَاصِلَۃِ وَالۡوَاشِمَۃِ إِلَّا مِنۡ دَاءٍ۔ (مسند احمد بن حنبل) یعنی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عورتوں کو موچنے سے بال نوچنے، دانتوں کو باریک کرنے، مصنوعی بال لگوانے اور جسم کو گودنے سے منع فرماتے ہوئے سنا۔ ہاں کوئی بیماری ہو تو اس کی اجازت ہے۔

اسلام نے اعمال کا دارومدار نیتوں پر رکھا ہے۔ لہٰذا اس زمانے میں پردہ کے اسلامی حکم کی پابندی کے ساتھ اگر کوئی عورت جائز طریق پر اور جائز مقصد کی خاطر ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر ان افعال کے نتیجے میں کسی برائی کی طرف میلان پیدا ہو یا کسی مشرکانہ رسم کا اظہار ہو یا اسلام کے کسی واضح حکم کی نافرمانی ہو، مثلاً اس زمانے میں بھی خواتین اپنی صفائی یا ویکسنگ وغیرہ کرواتے وقت اگر پردہ کا التزام نہ کریں اور دوسری خواتین کے سامنے ان کے ستر کی بے پردگی ہوتی ہو تو پھر یہ کام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسی انذار کے تحت ہی شمار ہو گا۔ اور اس کی اجازت نہیں ہے۔

پھر اس ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ اور فساد کو قتل سے بھی بڑا گناہ قرار دے کر فساد کو روکنے کا حکم دیا ہے۔ اور بعض ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ رشتے اس لیے ختم کر دیے گئے یا شادی کے بعد طلاقیں ہوئیں کہ مرد کو بعد میں پتا چلا کہ عورت کے چہرے پر بال ہیں۔ اگر چند بالوں کو صاف نہ کیا جائے یا کھنچوایا نہ جائے تو اس سے مزید گھروں کی بربادی ہو گی۔ ناپسندیدگیوں کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اس حکم سے یہ مقصود بہر حال نہیں ہو سکتا کہ معاشرے میں ایسی صورت حال پیدا ہو کہ جس کے نتیجے میں گھروں میں فساد پھیلے۔ ایسے سخت الفاظ کہنے میں جو حکمت نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور یہ باتیں چونکہ دیوی، دیوتاؤں وغیرہ کی خاطر اختیار کی جاتی تھیں یا ان کے نتیجے میں فحاشی کو عام کیا جاتا تھا، اس لیے آپ نے سخت ترین الفاظ میں اس سے کراہت کا اظہار فرمایا ہے اور اس طرح مشرکانہ رسوم و عادات اور فحاشی کی بیخ کنی فرمائی ہے۔

(نوٹ از مرتب: مذکورہ بالا جواب کے کچھ حصے قبل ازیں بھی مختلف اقساط میں بعض سوالات کے جواب میں شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن یہاں پر مکمل اور یکجا صورت میں اس جواب کو جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مذکورہ بالا سوال کے جواب میں عطا فرمایا قارئین کے استفادہ کیلئے درج کیا جارہا ہے)

سوال: عید اور جمعہ کے ایک ہی دن جمع ہو جانے پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد نماز جمعہ یا نماز ظہر پڑھنے کے بارہ میں محترم ناظم صاحب دارالافتاء کی ایک رپورٹ کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 16 مئی 2021ء میں اس مسئلہ پر درج ذیل اصولی ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: عید اور جمعہ کے ایک ہی دن جمع ہو جانے پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد اس روز نماز جمعہ اور نماز ظہر دونوں نہ پڑھنے کے بارے میں تو صرف حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا ہی مؤقف اور عمل ملتا ہے اور وہ بھی ایک مقطوع روایت پر مبنی ہے، نیز اس روایت کے دوراویوں کے بیان میں بھی تضاد پایا جاتا ہے۔ جبکہ مستند اور قابل اعتماد روایات میں تو حضور ﷺ کی سنت اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کا یہی مسلک ملتا ہے کہ ان سب نے یا تو اس روز نماز عید کی ادائیگی کے بعد جمعہ بھی اپنے وقت پر ادا کیا ہے اور دور کے علاقوں سے آنے والوں کو جمعہ سے رخصت دیتے ہوئے ہدایت کی کہ وہ اپنے علاقوں میں ظہر کی نماز ادا کر لیں۔ اور بعض مواقع پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد جمعہ ادا نہیں کیا لیکن ظہر کی نماز ضرور اپنے وقت پر ادا کی گئی۔

یہی مؤقف اور عمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا بھی ملتا ہے۔ سوائے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ایک مرتبہ کے عمل کے کہ جب آپ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی اسی مذکورہ بالا روایت پر عمل کرتے ہوئے عید پڑھانے کے بعد نہ جمعہ ادا کیا اور نہ ظہر کی نماز پڑھی۔

لیکن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی یہ روایت آنحضور ﷺ اور خلفائے راشدین کے کسی قول یا فعل پر مبنی نہیں ہے اس لیے صرف اس مقطوع روایت کی وجہ سے جس کے راویوں کے بیانات میں بھی تضاد موجود ہے فرض نماز کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اس روایت پر مبنی حصہ کو فقہ احمدیہ سے حذف کر دیں اور فقہ احمدیہ میں لکھیں کہ اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوتے ہیں تو نماز عید کی ادائیگی کے بعد اگر جمعہ نہ پڑھا جائے تو ظہر کی نماز اپنے وقت پر ضرور ادا کی جائے گی۔

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں استفسار کیا کہ بارہ بجے سے ایک بجے تک نیز جب سورج نکل رہا ہو تو قرآن کیوں نہیں پڑھنا چاہیے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 16 مئی 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: آپ کے خط میں بیان اوقات میں قرآن کریم پڑھنے سے تو کہیں منع نہیں کیا گیا۔ البتہ دن کے تین اوقات میں (جب سورج طلوع ہو رہا ہو، جب سورج غروب ہو رہا ہو اور دوپہر کے وقت جب سورج عین سر پر ہو) آنحضور ﷺ نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور حضور ﷺ نے اس ممانعت کی وجہ بھی بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن عبسہ السلمیؓ روایت کرتے ہیں: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللهُ وَأَجْهَلُهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ۔ (صحیح مسلم کتاب صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا باب اسلام عمرو بن عبسہ) یعنی میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ! مجھے اس بارہ میں بتائیے جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اور میں اس سے بے خبر ہوں۔ مجھے نماز کے بارے میں بتائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ صبح کی نماز پڑھو، پھر نماز سے رُکے رہو یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور بلند ہو جائے کیونکہ جب یہ طلوع ہو رہا ہوتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھو کیونکہ اس وقت کی نماز کی گواہی دی جاتی ہے اور اس میں حاضر ہوا جاتا ہے یہاں تک کہ سایہ کم ہو کر نیزہ کے برابر ہو جائے۔ پھر نماز سے رُکے رہو یقیناً اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔ پھر جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو کیونکہ اس وقت کی نماز کی گواہی دی جاتی ہے اور اس میں حاضر ہوا جاتا ہے یہاں تک کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو۔ پھر سورج کے غروب ہونے تک نماز سے رُکے رہو کیونکہ اس وقت سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔

پس ان تین اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا۔ لیکن قرآن کریم پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں۔ اس لیے قرآن کریم آپ بے شک جس وقت چاہیں پڑھیں، اس میں کوئی روک نہیں ہے۔

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے Short Selling کے حلال و حرام ہونے کے بارے میں راہنمائی چاہی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 16 مئی 2021ء میں اس بارے میں درج ذیل ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اصل میں Short Selling جلد پیسہ کمانے کا ایک آسان راستہ سمجھا جاتا ہے، جس میں بعض لوگ شیئرز رکھنے والے بروکرز سے کچھ شیئرز ادھار لے کر انہیں بازار میں مہنگے داموں بیچتے اور پھر ان شیئرز کے سستے ہونے پر انہیں بازار سے خرید کر بروکرز کو واپس کر دیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں منافع کا ایک حصہ یہ لوگ کماتے ہیں اور ایک حصہ بطور کمیشن بروکر کو دیتے ہیں۔

اسلام نے جس طرح زندگی کے ہر شعبے میں انسان کی راہنمائی فرمائی ہے، تجارت میں بھی صاف اور سیدھی راہ اختیار کرنے اور کھری اور دوٹوک بات کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے تجارت کے معاملے میں اس حد تک ہدایت فرمائی کہ اگر تمہارے مال میں کوئی نقص ہو تو اسے مت چھپاؤ بلکہ واضح طور پر گاہک کو اس نقص سے آگاہ کرو۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب من غشنا فلیس منا) ماپ تول کو پورا رکھو، اس میں کسی قسم کی کمی نہ کرو۔ اور جب تک خریدا ہوا مال اپنے قبضہ میں نہ لے لو اسے آگے فروخت مت کرو۔ (صحیح بخاری کتاب البیوع باب الکیل علی البائع والمعطی)

پس ہر کاروبار پوری طرح تحقیق کر کے کرنا چاہیے تا کہ نہ انسان خود دھوکا کھائے اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کو دھوکا دے۔ Short Selling کے کاروبار میں کمپنیوں کی سطح پر بھی اور انفرادی طور پر بھی خریدار کو دھوکا دیا جا رہا ہوتا ہے اور جن شیئرز کی قیمت گرنے والی ہوتی ہے انہیں اس نیت سے فروخت کیا جاتا ہے کہ چند دن بعد جب ان شیئرز کی قیمت گرے گی تو انہیں سستے داموں خرید کر اصل مالک کو شیئرز واپس کر دیے جائیں گے۔ گویا اس بات کا علم ہونے کے باوجود کہ ان شیئرز کی چند دنوں میں قیمت گر جائے گی خریدار کو اندھیرے میں رکھ کر اسے یہ شیئرز فروخت کیے جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں سٹاک مارکیٹ کے حوالے سے ہونے والے مختلف کاروباروں میں سے Short Selling کا کاروبار ایک لحاظ سے جوا کی ہی صورت رکھتا ہے اس لیے بعض اوقات Short Sellers کو فائدہ ہونے کی بجائے بہت بڑا نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے جیسا کہ کچھ عرصہ قبل Game Stop کے شیئرز کے معاملہ میں ہوا تھا۔

پس اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک مومن تاجر کی ذمہ داری ہے کہ نہ خود دھوکا کھائے اور نہ دوسروں کو دھوکا دے بلکہ صاف صاف تجارت کر کے مالی فائدہ اٹھائے اور اپنے رب کو راضی رکھے۔

سوال: ایک عرب خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے باقی ہوں تو اس کے بچے اس کی طرف سے یہ روزے رکھ سکتے ہیں، اس بارہ میں جماعت کا کیا موقف ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 24 مئی 2021ء میں اس بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: نماز اور روزہ بدنی عبادات ہیں، اس لیے ان کا ثواب اسی شخص کو پہنچتا ہے جو ان عبادات کو بجالاتا ہے۔ اس لیے ہمارے نزدیک میت کی طرف سے نماز اور روزے رکھنا مرنے والے کی اولاد کی ذمہ داری نہیں ہے۔

فقہاء کی اکثریت جن میں حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالک اور امام شافعیؒ شامل ہیں، ان روزوں کے رکھنے کو درست نہیں سمجھتے اور ان کی بھی یہی دلیل ہے کہ روزہ ایک بدنی عبادت ہے جو اصول شرع سے واجب ہوتی ہے اور زندگی اور موت کے بعد اس میں نیابت نہیں چلتی۔ (الفقہ الاسلامی و ادلتہ کتاب الصوم، از ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی)

باقی جہاں تک کتب احادیث میں اس قسم کی روایات کے بیان ہونے کا تعلق ہے تو علمائے حدیث اور شارحین نے ان روایات کی تشریح میں اس سے مختلف روایات کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً میت کی طرف سے اس کے اولاد کے روزہ رکھنے والی روایات حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں، لیکن کتب احادیث میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی طرف سے یہ روایت بھی موجود ہے کہ وفات یافتہ کی طرف سے روزے نہ رکھو بلکہ اس کی طرف سے کھانا کھلاؤ۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الصوم باب مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ) اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے مروی اس قسم کی روایات میں کئی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ سوال پوچھنے والا مرد ہے اور دوسری جگہ عورت۔ اسی طرح روزوں کے بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ رمضان کے روزے تھے یا نذر کے روزے تھے۔ نیز ایک جگہ روزوں کی بابت پوچھا جا رہا ہے اور دوسری جگہ حج کی بابت پوچھا ہے۔ (شرح بخاری از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جلد سوم صفحہ 630۔ کتاب الصوم)

پس اس قسم کے اختلافات کی وجہ سے محدثین میں بھی میت کی طرف سے روزے رکھنے کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں لیکن کسی نے بھی اسے واجب قرار نہیں دیا۔

البتہ میت کی طرف سے کوئی ایسا کام کرنا جس سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا ہو تو وہ ایک صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کا ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے۔

☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں ✡ خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں ✡ حق کیطرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ ✡ مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو! ہے حاصلِ اسلام تقویٰ ✡ خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10636: میں سفینہ پی بنت مکرم ابوبکر صاحب ، زوجہ مکرم سمیر سی. کے، قوم مسلمان، پیشہ خانہ داری، عمر 33 سال، تاریخ بیعت 2000۔ساکن، کلّی ڈوکل، ڈاکخانہ کنّا لور بالوسری، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 مارچ 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔سونا 80 گرام 22 کیرٹ بشمول حق مہر۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ناصر احمد زاہد الامۃ: سفینہ پی گواہ: ہارون پی

مسل نمبر 10637: میں صافیہ پی بنت مکرم عمر صاحب، زوجہ مکرم ابوبکر صاحب. پی، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 54 سال، تاریخ بیعت 1995۔ساکن، کلّی ڈوکل، ڈاکخانہ کنّا لور بالوسری، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 مارچ 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زمین 11 سینٹ مع مکان، سونا 72 گرام 22 کیرٹ بشمول حق مہر۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ابوبکر الامۃ: صافیہ. پی گواہ: ہارون پی

مسل نمبر 10638: میں جمشیدہ بنت مکرم علی صاحب، زوجہ مکرم ناصر الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری، عمر 31 سال، تاریخ بیعت 2006۔ساکن، حلوہ بازار کٹی چیرہ، کالیکٹ ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 اپریل 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔سونا 8 گرام، سونا بطور حق مہر 16 گرام 22 کیرٹ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔گواہ: مئی الدین کویا اے. پی الامۃ: جمشیدہ گواہ: ہارون پی

مسل نمبر 10639: میں وحیدہ آفرین بنت مکرم محمد بشیر صاحب، زوجہ مکرم بشیر ایم اے صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری، عمر 38 سال، پیدائشی احمدی۔ساکن، ایم. اے وِلاّ، تھونڈا یاڈ سلوپ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 جنوری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔نصف ایکڑ زمین ظہیر آباد قیمت 2 لاکھ روپے۔نصف ایکڑ زمین بمقام نلی کوڈ قیمت 2 لاکھ روپے۔سونے کی 4 چوڑیاں 40 گرام۔2 چین 40 گرام۔4 سٹون رنگ قیمت 48300 روپے 6 جوڑی بالیاں قیمت ایک لاکھ روپے تمام زیورات 22 کیرٹ۔حق مہر دو لاکھ پچاس ہزار روپے۔میری ماہانہ آمد 25000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: بشیر ایم. اے الامۃ: وحیدہ آفرین گواہ: محمد فضل

مسل نمبر 10640: میں رزینہ بیگم بنت مکرم جی ایس سلیمان صاحب، زوجہ مکرم صادق احمد سی. جی صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1988-4-22، پیدائشی احمدی، ساکن Kavoor پوسٹ آفس chevayur بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 دسمبر 2019 وصیت کرتی ہونکہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور 80 گرام 22 کیرٹ بشمول حق مہر۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہونکہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: صادق احمد سی. جی الامۃ: رزینہ بیگم گواہ: ہارون پی

مسل نمبر 10641: میں رُسنا. کے بنت مکرم عبد الناصر صاحب، زوجہ مکرم نوشادوی صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری، عمر 30 سال، تاریخ بیعت 2020۔ساکن، کلونگل ایچ، کٹو کارا کنڈوٹّی ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 فروری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔سونا 16 گرام 22 کیرٹ بشمول حق مہر میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار /500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ناصر احمد زاہد الامۃ: رُسنا. کے گواہ : ہارون پی

مسل نمبر 10642: میں صابرہ. اے بنت مکرم موئی دین صاحب، زوجہ مکرم بشیر. ایم، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری، عمر 44 سال، تاریخ بیعت 2001۔ساکن، مندری میتھل ایچ، پوسٹ آفس نلّی کوڈ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 جون 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔سونا 24 گرام 22 کیرٹ بشمول حق مہر۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 600 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: صادق احمد سی. جی الامۃ: صابرہ. اے گواہ : ہارون پی

مسل نمبر 10643: میں شفا. ایم. ایس بنت مکرم اے محمد سلیم صاحب، زوجہ مکرم حاشر احمد کے وی صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری پیدائشی احمدی، عمر 31 سال، ساکن دارالامن کُٹّلّتّور کالیکٹ کیرلہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔67 اسکوائر میٹر زمین بمقام کرونا گاپلی قیمت ایک لاکھ ستر ہزار روپے۔100 گرام سونا بشمول حق مہر۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد الامۃ: شفا ایم ایس گواہ: ہارون پی

مسل نمبر 10644: میں نیلوفر سلطانہ بنت مکرم رزاق محمد ناصر صاحب، زوجہ مکرم طیّب ٹی ایچ صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری، عمر 26 سال۔پیدائشی احمدی، ساکن بیت العافیت کرشنن نائر روڈ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31 مارچ 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔(1) سونا 164 گرام 22 کیرٹ بشمول حق مہر میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ناصر احمد زاہد الامۃ: نیلوفر سلطانہ گواہ: ہارون پی

مسل نمبر 10645: مَیں تنویر احمد کے. پی ولد مکرم رفیق احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ریسرچ، تاریخ پیدائش 20 نومبر 1993، عمر 28 سال، پیدائشی احمدی، ساکن نور ہاؤس پوتھی یوٹل پرمبا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 اپریل 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد العبد: تنویر احمد کے پی گواہ: ہارون پی

مسل نمبر 10646: مَیں شکور اے. پی، ولد مکرم محمد کویا صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت، تاریخ پیدائش 5 اکتوبر 1972، عمر 49 سال، تاریخ بیعت 2002، ساکن پُلیکل پرامبا، کوٹولی، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 مئی 2022 صیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔زمین 6 سینٹ مع مکان 2000sqf پر مشتمل میری ماہانہ آمد 15000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ناصر احمد زاہد العبد: تنویر احمد کے پی گواہ: ہارون پی

مسل نمبر 10647: مَیں ادیب احمد ولد مکرم امتیاز احمد کے. ایم صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم، عمر 17 سال پیدائشی احمدی، ساکن 37/1836B کن ہیرا نیلم آئی پی کرشنن روڈ کرا پرمبا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 نومبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: امتیاز کے ایم العبد: ادیب احمد گواہ: ہارون پی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اس بات کو خوب غور سے یاد رکھو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کا شرف پہلے سے حاصل ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ پھر آئیں اور اپنی نبوت کو کھودیں۔

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 114)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ متقیوں کی بھی بعض دُعا قبول نہیں ہوتی، نہیں اُنکی تو ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ہاں اگر وہ اپنی کمزوری اور نادانی کیوجہ سے کوئی ایسی دعا کر بیٹھیں جو ان کیلئے عمدہ نتائج پیدا کرنیوالی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس دعا کے بدلہ میں اُنکو وہ چیز عطا کرتا ہے، جو اُنکی شے مطلوبہ کا نعم البدل ہو۔(ملفوظات 1 صفحہ 378)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 12 مئی 2022ء بروز جمعرات دوپہر 12 بجے اسلام آباد ٹلفورڈ میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

(1) مکرمہ عابدہ چودھری صاحبہ اہلیہ مکرم منصور احمد کاہلوں صاحب مرحوم (یوکے)

9 مئی 2022ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کا تعلق حیدرآباد سندھ سے تھا۔ 1970 میں شادی ہوکر یوکے آئیں۔ مرحومہ پرہیزگار، متقی اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، پنجگانہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ اور ایک غریب پرور نیک خاتون تھیں۔ لجنہ اماء اللہ حلقہ پٹنی میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مکرم چودھری ناز احمد ناصر صاحب (واقف زندگی وکالت تبشیر یوکے) کی نسبتی ہمشیرہ تھیں۔

(2) عزیزم تابان احمد منہاس ابن مکرم زاہد منہاس صاحب (مچم۔ یوکے)

گزشتہ دنوں 2 سال 3 ماہ کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیز تحریک وقف نو میں شامل تھا۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ امۃ المتین صاحبہ بنت مکرم چودھری شریف احمد صاحب (کھاریاں)

15 دسمبر 2021ء کو 56 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کے پڑدادا حضرت غلام محمد صاحبؓ، پڑنانا حضرت چودھری حسن محمد صاحبؓ، دادا حضرت چودھری محمد خان صاحبؓ اور نانا حضرت چودھری غلام محی الدین صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ نے مقامی سطح پر مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ بہت خوبیوں کی مالک، سادہ مزاج، ملنسار، مہمان نواز، سلیقہ شعار، صفائی پسند اور دوسروں کا احساس کرنے والی ایک نیک اور نافع الناس وجود تھیں۔ خلافت کا بے حد احترام کرتی تھیں اور باقاعدگی سے خطبات سنتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم چودھری لئیق احمد ناصر صاحب (وکیل الدیوان ربوہ) کی ہمشیرہ تھیں۔

(2) مکرمہ بشریٰ رزاق صاحبہ اہلیہ مکرم ملک رزاق احمد صاحب (ربوہ)

9 اپریل 2022ء کو 59 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے والد مکرم مرزا محمد طفیل صاحب نے خلافت ثالثہ کے دور میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مرحوم نے تکلیف دہ بیماری کا بڑے صبر و ہمت سے مقابلہ کیا۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، مہمان نواز، چندوں میں باقاعدہ، ایک نیک، مخلص اور ہمدرد خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم فراز احمد ملک صاحب (مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ) کی والدہ تھیں۔

(3) مکرم مرزا عبد الغفور صاحب ابن مکرم مولا بخش صاحب (فرینکفرٹ۔ جرمنی)

17 مارچ 2022ء کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خدمت خلق، ایمانداری، دین سے محبت آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ احمد نگر میں آپ کی ورکشاپ تھی جہاں آپ تبلیغ کرتے تھے اور ورکشاپ کا ایک حصہ نماز کے لیے مخصوص کیا ہوا تھا۔ خراد کے کام کے ماہر تھے اور ڈگری کالج ربوہ میں آپ یہ کام سکھاتے بھی رہے۔ آپ کو سیلاب کے دوران احمد نگر اور ربوہ کے احمدیوں کی جانیں بچانے کی بھی توفیق ملی۔ جرمنی آنے پر شعبہ سمعی بصری سے منسلک ہوگئے اور چار سال تک وہاں خدمت کی توفیق پائی۔ مسجد نور فرینکفرٹ میں لمبا عرصہ خادم مسجد کے طور پر بھی خدمت بجالاتے رہے۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ سلسلہ کے بزرگان اور مربیان کا بہت احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں اور متعدد نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔

(4) مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمود احمد طاہر صاحب (ڈسکہ۔ پاکستان)

20 مارچ 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ چودھری نواب دین صاحب مرحوم کی پوتی تھیں جو تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ مرحومہ شعبہ تدریس سے وابستہ رہیں۔ مرحومہ نے ڈسکہ کلاں میں لجنہ کے مختلف عہدوں پر نہایت لگن اور اخلاص سے خدمات سرانجام دیں۔ انتہائی مخلص فدائی احمدی تھیں اور بڑی خوبیوں کی حامل تھیں۔ جماعتی کاموں کو پوری دلجمعی سے انجام دیا کرتی تھیں۔ صدقات و خیرات اور دیگر کارہائے خیر میں بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیا کرتی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد کا بھی باقاعدہ التزام کیا کرتی تھیں۔ تلاوت قرآن کریم اور سلسلہ کی کتب کے مطالعہ کا بڑا شوق رکھتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عمر محمود صاحب مربی سلسلہ آجکل جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرمہ رضیہ ناصر صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر احمد صاحب (کینیڈا)

21 اپریل 2022ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت محمد خان صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں جنہیں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ کے ہمراہ دستی بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ آپ کا خاندان خوست افغانستان سے ہجرت کرکے مردان میں آباد ہوا۔ مرحومہ مالی قربانی میں پیش پیش رہتی تھیں۔ افریقہ اور تھرپارکر سندھ میں اپنے خرچ پر 5 کنویں لگوانے کی توفیق پائی۔ 30 سال مردان میں اور 17 سال آٹوا کینیڈا میں بطور سیکرٹری مال لجنہ خدمت بجالاتی رہیں۔ مرحومہ کو قرآن کریم سے عشق تھا اور نصف سے زیادہ قرآن کریم حفظ تھا۔ ہر بچے کی پیدائش اور ہر بچی کی شادی پر قرآن کریم تحفۃً پیش کرتی تھیں۔ پنجگانہ نمازوں اور تہجد کا باقاعدہ التزام کرتی تھیں۔ بہت نیک صالح، غریب پرور اور ملنسار خاتون تھیں۔ اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ سب بچے اللہ کے فضل سے جماعت اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ہیں۔ مرحومہ 3/1 حصہ کی موصیہ تھیں۔

(6) مکرمہ مبارکہ انور صاحبہ اہلیہ مکرم محمد انور خان صاحب (کیلگری۔ کینیڈا)

21 مئی 2020ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب معالج حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بہو تھیں۔ مرحومہ کو دس سال تک لاہور میں صدر لجنہ حلقہ شادمان اور کینیڈا میں بطور نگران حلقہ نارتھ ویسٹ کیلگری خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ مہمان نواز، ملنسار، اپنوں اور غیروں کی ہمدرد، ایک نیک، صالح اور مخلص خاتون تھیں۔

(7) مکرمہ صدیقہ جمیل صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ جمیل احمد رشید صاحب (کینیڈا۔ حال لاہور)

22 اپریل 2021ء کو 83 سال کی عمر میں لاہور میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کے خاندان سے تھیں۔ آپ کینیڈا میں لوکل جماعت کی فعال رکن تھیں۔ مرحومہ بہت ملنسار، مہمان نواز، اپنوں اور غیروں سے ہمدردی کا سلوک کرنے والی، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

☆......☆......☆

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14 مئی 2022ء بروز ہفتہ دوپہر 12 بجے اسلام آباد، ٹلفورڈ میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ رضیہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر احمد ناصر صاحب مرحوم (لاٹھیاں والا فیصل آباد۔ حال وانڈز ورتھ ٹاؤن۔ یوکے)

8 مئی 2022ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ پنجگانہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار اور باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پاکستان میں جماعتی مہمانوں کی خدمت اور تواضع بڑے شوق سے کرتی تھیں۔ مرحومہ بڑی نڈر داعی الی اللہ تھیں۔ آپ کے مرحوم شوہر کو مخالفت کی وجہ سے مقدمات کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم عبد القیوم صاحب ابن مکرم عبد الرشید مرحوم (حیدرآباد)

23 اپریل 2022ء کو 66 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے والد کے نانا حضرت مولا بخش صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحوم نے ٹنڈوالہ یار میں جماعت کے باقاعدہ قیام اور اُس کی ترقی میں ایک بنیادی کردار ادا کیا۔ جماعتی مرکز کی تعمیر سے قبل اکثر جماعتی پروگراموں کا انعقاد آپ کے گھر پر ہی ہوا کرتا تھا اور مرکزی مہمانان بھی اکثر ادھر ہی آیا کرتے تھے۔ آپ نے ٹنڈوالہ یار میں قائد مجلس، صدر جماعت اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ قرآن کریم کی تلاوت بہت شوق سے کیا کرتے تھے اور اپنے تمام بچوں کو اِس کی بار بار نصیحت بھی کرتے تھے۔ مرحوم بہت مخلص، شفیق اور ہمدرد انسان تھے۔ خلافت اور نظام جماعت کے لیے بہت غیرت اور محبت کے جذبات رکھتے تھے۔ مرحوم کو کبھی کسی غیر احمدی اہل محلہ سے ناراضگی یا غصہ سے بات کرتے نہیں دیکھا گیا بلکہ جن لوگوں کے بچے احمدی گھروں پر پتھر مارتے تھے اُن کے والدین کی مشکل وقت میں مدد اور راہنمائی بھی کرتے رہے جس کا شریف النفس لوگوں پر بڑا اثر تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ آپ مکرم کوثر جمیل صاحب مربی سلسلہ (نیامے نائیجر) کے چچا اور سسر تھے۔

(2) مکرم عبد الرشید ارشد صاحب (ربوہ)

15 دسمبر 2021ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے دفتر وصیت صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں تقریباً 18 سال خدمت کرنے کے علاوہ اپنے محلہ دار العلوم شرقی حلقہ نور میں صدر محلہ کے علاوہ سیکرٹری مال، سیکرٹری تحریک جدید اور سیکرٹری رشتہ ناطہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ بہت دعا گو، متوکل علی اللہ، بلند ہمت، کم گو، سادہ مزاج، عاجز اور خلافت کے شیدائی ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرم چودھری ناصر احمد صاحب ابن مکرم محمد حسین صاحب (کینیڈا)

16 مارچ 2022ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا تعلق دھیر کے کلاں ضلع گجرات سے تھا۔ آپ کے دادا حضرت چودھری علی محمد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ ایک مخلص احمدی ہونے کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کے مالک، انتہائی شریف النفس انسان تھے۔ چندوں میں ہمیشہ باقاعدہ رہے۔ جماعتی اور تنظیمی سطح پر مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ لمبا عرصہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور جماعتی آڈیٹر رہے۔ آپ پاکستان میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی پوسٹ سے ریٹائر ہوئے۔ اپنے اور غیر دونوں آپ کی ایمانداری کی گواہی دیتے تھے۔ اپنی بیماری کے ایام انتہائی صبر اور دعاؤں کے ساتھ گزارے۔ جماعتی عہدیداران، مربیان اور واقفین زندگی اور بزرگان کا بہت احترام کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر فاتح الدین احمد صاحب واقف زندگی ہیں اور آجکل احمدیہ مسلم ہسپتال کینما (سیرالیون) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس امت پر اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا شکر نہیں ہوسکتا

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 25 فروری 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حجۃ الوداع میں جب رسول کریم ﷺ نے اپنے بال منڈوائے تو سہیل نے آنحضرت ﷺ کے بالوں کے ساتھ کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے بعد جب اپنے بال منڈوائے تو مَیں نے سہیل کو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کے بال مبارک اپنی آنکھوں سے لگا رہا تھا۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے اپنے مرض الموت میں کس کو نماز پڑھانے کا حکم دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول کریم ﷺ نے اپنے مرض الموت میں حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

سوال: جب رسول کریم ﷺ کی وفات ہوگئی تو حضرت عمرؓ کا کیا ردعمل تھا؟

جواب: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر سن کر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ اللہ آپ کو ضرور اٹھائے گا تا بعض آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم ﷺ کی وفات پر کون سی آیت پڑھی؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی: مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۠ئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤی اَعۡقَابِکُمۡ ؕ وَمَنۡ یَّنۡقَلِبۡ عَلٰی عَقِبَیۡہِ فَلَنۡ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیۡـًٔا ؕ وَسَیَجۡزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیۡنَ کہ محمد صرف ایک رسول ہیں آپ سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں تو پھر کیا اگر آپ فوت ہوجائیں یا قتل کئے جائیں تو تم اپنی ایڑھیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو کوئی اپنی ایڑھیوں کے بل پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہ پہنچا سکے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا۔

سوال: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد انصار کہاں جمع ہوئے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد انصار ثقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے تھے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت ابوبکرؓ کے کس احسان کا ذکر کیا جس کا شکر نہیں ہوسکتا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس امت پر اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا شکر نہیں ہوسکتا اگر وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد نبوی میں اکٹھے کر کے یہ آیت نہ سناتے کہ تمام گزشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں تو یہ امت ہلاک ہوجاتی کیونکہ ایسی صورت میں اس زمانے کے مفسد علماء یہی کہتے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں مگر اب صدیق اکبر کی آیت ممدوحہ پیش کرنے سے اس بات پر کل صحابہ کا اجماع ہو چکا کہ کل گزشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں۔

سوال: قریش کے خلافت کے حقدار ہونے کے متعلق کون سی روایت ہمیں ملتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت سعد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے سعد تجھے علم ہے کہ تو بیٹھا ہوا تھا جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خلافت کے حقدار قریش ہوں گے۔ حضرت سعد نے کہا کہ آپ نے سچ کہا ہم وزیر ہیں اور آپ لوگ امراء ہیں۔

سوال: جب حضرت ابوبکرؓ اپنے غلام پر اونٹ کے گم ہونے پر غصہ ہو رہے تھے تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو کیا کہا؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر نرمی اختیار کرو۔ یہ معاملہ نہ تمہارے اختیار میں ہے اور نہ ہمارے۔ اس غلام کی کوشش تو یقیناً یہی رہی ہوگی کہ اونٹ گم نہ ہو لیکن گم ہوگیا۔

سوال: جو اونٹ حضرت ابوبکرؓ کے غلام سے گم ہوگیا تھا اس پر کس کس کا سامان لدا ہوا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جو اونٹ حضرت ابوبکرؓ کے غلام سے گم ہوگیا تھا اس پر آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر کا سامان لدا ہوا تھا۔

سوال: کس شخص نے صلح حدیبیہ کے وقت آپ ﷺ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے سے روکا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سہیل صلح حدیبیہ کے وقت آپ کو بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے سے روک رہا تھا۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم ﷺ کی وفات کے وقت حضرت عمرؓ کو کیا فرمایا تھا؟

جواب: حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اَے شخص یقیناً رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ کیا تُو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّہُمۡ مَّیِّتُوۡنَ تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں اور یہ بھی کہ وَمَا جَعَلۡنَا لِبَشَرٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ الۡخُلۡدَ اور ہم نے کسی بشر کو تجھ سے پہلے ہمیشگی عطا نہیں کی۔

سوال: انصار نے کس کو خلافت کے لئے موزوں قرار دیا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: انصار نے حضرت سعد بن عبادہ کو خلافت کیلئے موزوں قرار دیا تھا۔

سوال: حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو انصار کے اجتماع کی خبر ملی تو انہوں نے کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو انصار کے اجتماع کی خبر ملی تو وہ دونوں حضرت ابوبکرؓ کو لیکر بنو ساعدہ پہنچے اور تینوں ان کے درمیان جا کر بیٹھ گئے۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بنو ساعدہ میں جمع انصار کے مجمع میں کیا تقریر کی؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ نے تقریر کرتے ہوئے کہا: کہ اللہ نے آپ ﷺ کی قوم میں سے اولین مہاجرین کو رسول کریم ﷺ کی تصدیق کیلئے اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کیلئے اور آپ ﷺ کی غمگساری کیلئے اور آپ ﷺ کے ساتھ اپنی قوم کی سخت ایذاء رسانی اور تکذیب کے وقت ڈٹے رہنے کیلئے خاص کر لیا حالانکہ تمام لوگ ان کے مخالف تھے اور ان پر ظلم کرتے تھے مگر باوجود اپنی کم تعداد کے اور تمام لوگوں کے ظلم اور اپنی قوم کے انکے خلاف اکٹھے ہوجانے کے وہ کبھی خوفزدہ نہیں ہوئے اور وہ پہلے تھے جنہوں نے زمین میں اللہ کی عبادت کی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لئے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کے دوست اور خاندان والے ہیں اور آپ ﷺ کے بعد لوگوں میں سے اس منصب کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔ اس معاملہ میں سوائے ظالم کے اور کوئی ان سے تنازعہ نہیں کرے گا۔ اے انصار کے گروہ اور تم وہ ہو جن کی دین میں فضیلت اور اسلام میں سبقت لے جانے کے متعلق انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ کے مددگار بننے کی وجہ سے اللہ تم سے راضی ہوگیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت بھی تمہاری طرف ہی رکھی۔ آپ کی اکثر ازواج اور اصحاب تمہارے یہاں رہتے ہیں۔ مہاجرین اولین کے بعد ہمارے نزدیک تمہارے مرتبہ کا کوئی بھی نہیں۔ امیر ہم میں ہوں گے اور تم وزیر۔ ہر اہم معاملے میں تم سے مشورہ لیا جائے گا اور تمہارے بغیر اہم معاملات کے متعلق ہم فیصلہ نہیں کریں گے۔

سوال: حضور انور نے موجودہ دنیا کے حالات کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا موجودہ جو دنیا کے حالات ہیں اس بارے میں بھی دعا کیلئے کہنا چاہتا ہوں انتہائی خطرناک ہو چکے ہیں اور بڑھتے جارہے ہیں۔ اگر یہ اسی طرح بڑھتا رہا تو پھر اسکا اثر نسلوں تک رہے گا۔ خدا کرے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں اور اپنی دنیاوی خواہشات کی تسکین کیلئے انسانوں کی جانوں سے نہ کھیلیں۔ ہم تو دعا کر سکتے ہیں اور سمجھا سکتے ہیں اور ایک عرصے سے ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ ان دنوں میں خاص طور پر احمدیوں کو بہت دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جنگ کے خوفناک حالات اور جو تباہ کاریاں ہیں ان سے انسانیت کو بچا کے رکھے۔

......☆......☆......☆......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا تقاضا ہے کہ آپؐ کی سیرت کے ہر پہلو کو دیکھا جائے اور بیان کیا جائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی اور آپؐ کے صادق اور راستباز ہونے سے متعلق اپنوں اور غیروں کی گواہیوں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 11 فروری 2005 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ کے شروع میں حضور انور نے کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورہ یونس کی آیت 17 کی تلاوت فرمائی: قُلۡ لَّوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوۡتُہٗ عَلَیۡکُمۡ وَلَاۤ اَدۡرٰىکُمۡ بِہٖ ۫ۖ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ

سوال: ابتدائے جوانی میں قریش مکہ نے آنحضرت ﷺ کے متعلق کیا گواہی دی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ابتدائے جوانی میں قریش مکہ نے آنحضرت ﷺ کے متعلق صادق اور امین ہونے پر گواہی دی۔

سوال: انبیاء کون لوگ ہوتے ہیں اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: انبیاء وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی کامل راستبازی کی قوی حجّت پیش کرکے اپنے دشمنوں کو بھی الزام دیا جیسا کہ یہ الزام قرآن شریف میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے موجود ہے جہاں فرمایا ہے فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ۔ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ۔ (سورۃ یونس الجزو 11)

سوال: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا خوبیاں بیان فرمائیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپؐ بہت گھبرائے ہوئے تھے۔ آپؐ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سارا ماجرا بیان فرمایا تو انہوں نے آپؐ کو تسلی دیتے ہوئے کہا: "کَلَّا أَبۡشِرۡ فَوَاللّٰہِ لَا یُخۡزِیۡکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَصۡدُقُ الۡحَدِیۡثَ" یعنی ویسے نہیں جیسے آپ سوچ رہے ہیں، آپؐ کو مبارک ہو۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی رُسوا نہیں کرے گا۔ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں اور راست گوئی اور سچائی سے کام لیتے ہیں۔

سوال: ایکیہودی عالم نے آنحضرت ﷺ کے صادق ہونے کے متعلق کیا گواہی دی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپؐ کا استقبال کرنے کے لئے گھروں سے باہر نکل آئے۔ اور یہ صدائیں بلند ہونے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ مَیں بھی لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لئے آیا۔ جب مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو بغور دیکھا تو مَیں اس نتیجے پر پہنچا کہ آپؐ کا چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔

سوال آنحضرت ﷺ کے صادق ہونے پر آپ کے دشمن ابوجہل کی کیا گواہی تھی؟

جواب حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ہم تمہیں جھوٹا نہیں کہتے۔ البتہ ہم اس تعلیم کو جھوٹا سمجھتے ہیں جو تم پیش کرتے ہو۔ حضور انور نے فرمایا: کیا ایک سچا آدمی جھوٹی تعلیم دے سکتا ہے۔ سچا آدمی تو سب سے پہلے اس جھوٹی تعلیم کے خلاف کھڑا ہوگا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ کے صادق ہونے کے متعلق کس رنگ میں گواہی دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب آنحضرتؐ کے دعویٰ کے بارے میں سنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار کے باوجود کوئی دلیل نہیں چاہی۔ کیونکہ ان کا زندگی بھر کا یہی مشاہدہ تھا کہ آپؐ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف یہی پوچھا کہ کیا آپؐ نے دعویٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کرنی چاہی تو ہر بار یہی عرض کی کہ مجھے صرف ہاں یا نہ میں بتا دیں۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کہنے پر عرض کیا کہ میرے سامنے تو آپؐ کی ساری سابقہ زندگی پڑی ہوئی ہے۔ مَیں کس طرح کہہ سکتا ہوں کہ ایک شخص بندوں سے تو سچ بولنے والا ہو اور اس کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا ہو اور خدا پر جھوٹ بولے۔

سوال آنحضرت ﷺ کی سچائی کے رعب کی مثال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جنگ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہونے کے بعد جب صحابہؓ کے ساتھ ایک گھاٹی میں ٹیک لگائے ہوئے تھے تو ابی بن خلف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر للکارتے ہوئے پکارا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آج تم بچ گئے تو مَیں کامیاب نہ ہوا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی اس کی طرف بڑھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے چھوڑ دو۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ لیا اور آگے بڑھے اور اس کی گردن پر ایک ہی وار کیا۔ جس سے وہ اپنے گھوڑے سے زمین پر لوٹنیاں کھاتے ہوئے گرا۔ ابن اسحاق جن کی روایت سیرت ابن ہشام میں درج ہے بیان کرتے ہیں کہ مجھے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف نے بتایا کہ ابی بن خلف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مکہ میں ملتا تو کہتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک گھوڑا ہے جس کو میں خاص مقدار میں دانہ کھلا کر موٹا تازہ کر رہا ہوں۔ اس پر سوار ہو کر مَیں آپ کو قتل کروں گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے کہ جس طرح تم کہتے ہو ویسا نہیں ہوگا بلکہ انشاء اللہ میں ہی تمہیں قتل کروں گا۔ پس جب زخمی ہو کر قریش کے پاس واپس پلٹا تو اس کی گردن پہ ایک معمولی زخم تھا جو اتنا بڑا نہیں تھا جس سے خون بہہ نکلا۔ تھوڑا سا خون بہا تھا۔ وہ کہتا جا رہا تھا کہ بخدا محمدؐ نے مجھے مار ڈالا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ تم خوامخواہ دل چھوٹا کر رہے ہو، مایوس ہو رہے ہو۔ معمولی سا زخم ہے۔ اس نے کہا تم نہیں جانتے۔ اس نے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) مکہ میں مجھے کہا تھا کہ مَیں تجھے قتل کروں گا۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو میں مارا جاتا۔ چنانچہ یہ قافلہ ابھی مکہ نہیں پہنچا تھا کہ اسی زخم سے سرف مقام پر وہ ہلاک ہوگیا۔

سوال ابتدائے زمانہ میں جب قریش کے گروہوں میں حجر اسود پر جھگڑا ہوگیا تو رسول کریم ﷺ نے اس کا کیا حل نکالا؟

جواب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا اچھایا اور حجر اسود کو اس چادر پہ رکھ دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا ہر قبیلہ اس چادر کا ایک کونہ پکڑ لے۔ پھر سب مل کر حجر اسود کو اٹھاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ حجر اسود جہاں رکھنا تھا اپنی اس جگہ پر پہنچ گیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے اس کی جگہ پر نصب فرما دیا۔

سوال حضور انور نے خطبہ کے آخر میں بنگلہ دیش کے احمدیوں کو کیا پیغام دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اپنی زندگیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ سچائی اور حق پر قائم رہیں۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

چاہیں تو ان کے گناہ بخشے جائیں گے اور فضل اور احسان کو دیکھیں گے اور اگر نافرمانی کی تو عذاب کا وقت تو آ گیا اور اس میں ان لوگوں کو ڈرانا بھی مقصود ہے جو بغیر حق کے جھگڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اور ایسے شخص کے لئے تہدید ہے جو نافرمانی اور تکبر اختیار کرتا ہے اور سرکشی کو نہیں چھوڑتا سو خدا سے ڈرو اور زمین پر فساد کرتے مت پھرو۔ اور تمہیں کیا ہوگیا کہ تم اس سے ڈرتے نہیں حالانکہ ڈرانے کے نشان ظاہر ہوگئے اور صحیح مسلم اور بخاری سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کے سمجھانے کے لئے فرمایا کہ شمس اور قمر دو نشان خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ہیں اور کسی کے مرنے یا جینے کے لئے ان کو گرہن نہیں لگتا بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے دو نشان ہیں خدا تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے پس جب تم ان کو دیکھو تو جلدی سے نماز میں مشغول ہو جاؤ پس دیکھ کہ کیونکر آنحضرت صلعم نے خسوف کسوف سے ڈرایا اور حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں نشان گنہگاروں کے ڈرانے کے لئے ہیں اور اس وقت ظاہر ہوتے ہیں کہ جب دنیا میں گناہ بہت ہوں اور خلقت میں بدکاریاں پھیل جائیں اور پلید بہت ہو جائیں اور اسی غرض سے رسول اللہ صلعم نے گرہن کے وقت میں فرمایا کہ بہت نیکیاں کریں اور نیک کاموں کی طرف جلدی کریں جیسی خالص نیت کے ساتھ نماز اور روزہ اور دعا کرنا اور رونا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ذکر اور تضرع اور قیام اور رکوع اور سجدہ اور توبہ اور انابت اور استغفار اور خشوع اور ابتہال اور انکسار اور ایسا ہی حسب طاقت احسان اور غلام آزاد کرنا اور کسی کو سبکدوش کرنا اور یتیموں کی غم خواری اور جناب الٰہی میں تذلل پس گویا کہ ان اعمال کی بجا آوری میں جو نماز اور خشوع اور ابتہال ہے یہی بھید ہے کہ چاند اور سورج کا اسی حالت میں گرہن ہوتا ہے کہ جب کوئی آفت نازل ہونے والی ہو اور کسی مصیبت کا زمانہ قریب ہو اور آسمان پر ایسے اسباب شر کے جمع ہو گئے ہوں جو لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں اور صرف ان کو خدا تعالیٰ جانتا ہے پس خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کی پرلطف حکمت تقاضا کرتی ہے جو کسی کسوف کے وقت لوگوں کو وہ طریقے سکھلاوے جو کسوف کے موجبات کو دور کر دیں اور اس کی بدیوں کو ہٹا دیں پس اس نے اپنے نبی کی زبان پر یہ تمام طریقے سکھلا دیئے۔ اور کچھ شک نہیں کہ بدیاں نیکیوں سے دور ہوتی ہیں اور گناہ کی معافی چاہنے والوں کے آنسو آگ کو بجھا دیتے ہیں۔ اور جس وقت کوئی بندہ کوئی نیک عمل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس سے راضی کر دیتا ہے پس وہ نیک عمل اس کی بدی کا مقابلہ کرتا ہے جس کے اسباب مہیا ہو گئے ہیں پس خدا تعالیٰ اس عامل کو اس بدی سے بچا لیتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ دعا کے ساتھ بلا کو رد کرتا ہے اور دعا اور بلا کبھی دونوں جمع نہیں ہوتیں مگر دعا باذن الٰہی بلا پر غالب آتی ہے جب ایسے لبوں سے نکلتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں سو دعا کرنے والوں کو خوشخبری ہو۔

اور جبکہ ایک گرہن ہی اس قدر آفتوں پر دلالت کرتا ہے تو اس زمانہ کا کیا حال جس میں دونوں گرہن جمع ہو گئے ہوں سو خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور غافل مت ہو۔ (نُوْرُ الْحَقّ اَلْحِصَّۃُ الثَّانِیَۃُ، رُوحانی خزائن جلد 8، صفحہ 227)

اور کتاب سراج منیر میں طاعون کے متعلق جو پیشگوئی ہے وہ یہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

(7) ایسا ہی طاعون کے بارے میں رسالہ سراج منیر صفحہ 59 میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ جن لوگوں نے لیکھ رام کے متعلق کی پیشگوئی کو قبول نہیں کیا تھا ان پر بھی طاعون کی بلا نازل ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَذِلَّۃٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا یعنی جنہوں نے گوسالہ کو عزت دی اور اسکی پرستش کی ان پر غضب آئے گا اور ذلت کی مار ان پر پڑیگی سو دنیا میں غضب نازل ہونے سے مراد طاعون ہے۔ (نزول المسیح صفحہ 533) (سراج منیر روحانی خزائن جلد 12 میں یہ پیشگوئی صفحہ 69 پر ملاحظہ فرمائیں)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اور اسی کتاب کے صفحہ 60 میں طاعون کی نسبت یہ الہام بھی لکھا تھا یَا مَسِیْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا یعنی طاعون کے غلبہ کے وقت لوگ کہیں گے کہ اَے مسیح ہماری شفاعت کر اور اس کتاب کے شائع کرنے پر آج سے جو 18 جولائی 1902 ہے پانچ برس گزر گئے اور اس زمانہ میں طاعون کے پھیلنے کی کچھ بھی امید نہ تھی پس دیکھو یہ کس قدر عظیم الشان غیب کی خبریں ہیں جو برابر بائیس برس سے مسلسل طور پر شائع ہورہی ہیں اور متواتر خبر دی گئی کہ ملک میں طاعون آنے والی ہے۔ (نزول المسیح صفحہ 533) (سراج منیر صفحہ 70)

یعنی سراج منیر جو کہ 1897 کی تصنیف ہے اُس زمانہ میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی اور اُس وقت کچھ معلوم نہ تھا کہ طاعون پورے ملک میں اور خصوصاً پنجاب میں بے تحاشا تباہی مچائے گی لیکن جب آپؑ جولائی 1902 میں کتاب نزول المسیح میں اس پیشگوئی کا ذکر کر رہے تھے اس وقت طاعون نے پورے پنجاب میں اپنا تسلط جما لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہامات اور رؤیا و کشوف میں واضح طور پر بتا دیا تھا کہ اب بہت جلد طاعون حملہ کرنے والی ہے اور اس کا زیادہ زور پنجاب میں ہوگا۔ ان پیشگوئیوں اور رؤیا و کشوف کا ذکر ہم انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں کریں گے۔

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا عہد
خالصۃً اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے

(خطبہ عید الضحیٰ فرمودہ 31/جولائی 2020)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 28 - July - 2022 Issue. 30

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کے ضمن میں آپؓ کے دورِ خلافت میں لڑی جانے والی جنگوں کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22/ جولائی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں ایرانیوں کے خلاف کارروائیوں کا بیان ہوگا۔ اس سلسلہ میں ایک جنگ جو ہوئی اسے جنگ ذات السلاسل کہتے ہیں۔ یہ جنگ محرم الحرام 12 ہجری میں ہوئی۔ اس جنگ میں ایرانی فوج نے اپنے آپ کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں جکڑ لیا تھا تاکہ کوئی شخص جنگ سے بھاگنے نہ پائے اسوجہ سے اس جنگ کو جنگ ذات السلاسل کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کی طرف سے اس جنگ کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید تھے اور ایرانیوں کی جانب سے سپہ سالار کا نام ہرمز تھا۔ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد اٹھارہ ہزار تھی۔ ہرمز حسب و نسب اور شرف و عزت میں اکثر امرائے ایران سے بڑھا ہوا تھا۔ حضرت خالد بن ولید نے یمامہ سے روانگی سے قبل ہرمز کو خط لکھا تھا کہ اما بعد فرمانبرداری اختیار کر لو تم محفوظ رہو گے یا اپنی اور اپنی قوم کے لئے حفاظت کی ضمانت حاصل کر لو اور جزیہ دینے کا اقرار کرو ورنہ تم بجز اپنے آپ کے کسی اور کو ملامت نہیں کر سکو گے۔ میں تمہارے مقابلے کے لئے ایسی قوم کو لایا ہوں جو موت کو یوں پسند کرتی ہے جیسے تم زندگی کو پسند کرتے ہو۔ جب حضرت خالد کا خط ہرمز کے پاس پہنچا اس نے اردشیر شاہ کسریٰ کو اس کی اطلاع دی اور اپنی فوجیں جمع کیں اور ایک تیز رو دستے کو لے کر فوراً حضرت خالد کے مقابلے کے لئے کاظمہ پہنچا اور وہاں پڑاؤ کیا۔ ہرمز نے اپنے دائیں بائیں دو بھائیوں کو مقرر کیا۔ ان میں سے ایک کا نام قباذ اور دوسرے کا نام انوش جان تھا۔ ہرمز اور اس کے لشکر نے صف آرائی کی اور پانی پر ان کا قبضہ تھا۔ جب حضرت خالد بن ولید آئے تو ان کو ایسے مقام پر اترنا پڑا جہاں پانی نہیں تھا۔ آپؓ نے اپنے لشکر میں منادی کروائی کہ دشمن سے پانی کے لئے لڑائی کریں کیونکہ بخدا پانی پر اسی جماعت کا قبضہ ہوگا جو دونوں گروہوں میں سے زیادہ ثابت قدم رہے گی اور دونوں لشکروں میں زیادہ معزز ہوگی۔ ہرمز نے حضرت خالد کے لئے ایک سازش تیار کی اس نے اپنے دفاعی دستے سے کہا کہ میں خالد کو مبارزت کی دعوت دونگا اور اسے مصروف رکھوں گا تم لوگ اچانک چپکے سے خالد پر حملہ کر دینا۔ ہرمز کے دفاعی دستے نے خیانت سے کام لیتے ہوئے حضرت خالد پر حملہ کر دیا۔ اس کے باوجود حضرت خالد نے ہرمز کا کام تمام کر دیا۔ حضرت قعقاع بن عمرو نے جیسے ہی ایرانیوں کی یہ خیانت دیکھی تو ہرمز کے دفاعی دستے پر حملہ کر دیا اور انہیں گھیرے میں لے کر موت کی نیند سلا دیا۔ ایرانیوں کو شکست فاش ہوئی اور وہ بھاگ گئے۔ بھاگنے والوں میں قباذ اور انوش جان بھی تھے۔ حضرت خالد نے فتح کی خوشخبری مال غنیمت میں سے خمس اور ایک ہاتھی مدینہ روانہ کیا اور ہر طرف اسلامی لشکر کی فتح کا اعلان کر دیا۔ زر بن کلیب خمس اور ہاتھی کو لے کر مدینہ پہنچے۔ اہل مدینہ کو اس سے قبل ہاتھی دیکھنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی فتح کی ایک بڑی وجہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ پالیسی بھی تھی جو انہوں نے عراق کے کاشتکاروں کے بارے میں وضع کی تھی اور جس پر خالد نے سختی سے عمل کیا تھا۔ اس پالیسی کے تحت انہوں نے کاشتکاروں سے مطلق تعارض نہ کیا جہاں جہاں وہ آباد تھے انہیں وہیں رہنے دیا اور جزیہ کی معمولی رقم کے سوا اور کسی قسم کا تاوان یا ٹیکس ان سے وصول نہ کیا۔

حضور انور نے فرمایا پھر جنگ ابلہ ہے یہ بارہ ہجری میں لڑی گئی۔ ابلہ کی پہلی بار فتح حضرت ابوبکر کے عہد مبارک میں ہوئی تھی لیکن بعد میں ایرانیوں کی بحری امداد کے بل بوتے پر اہل ابلہ نے بغاوت کر کے آزادی حاصل کر لی۔ پھر حضرت عمر کے عہد مبارک میں یہ دوبارہ فتح ہوا۔

پھر جنگ مذار ہے جو 12 ہجری میں لڑی گئی۔ ہرمز ذات السلاسل کی جنگ میں حضرت خالد بن ولید کے مد مقابل تھا اس نے اپنے بادشاہ کو مدد کے لئے لکھا تھا۔ بادشاہ نے اس کی مدد کے لئے قارن کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا مگر وہ لشکر ابھی مذار کے مقام پر پہنچا تھا کہ اس کو جنگ ذات السلاسل میں ہرمز کی شکست کی اور اس کے مارے جانے کی اطلاع ملی اور ساتھ ہی ہرمز کی فوج کے شکست کھائے ہوئے دستے بھی مذار میں قارن سے آ ملے اور ان میں سے بعض دستوں کے سپاہیوں نے دوسرے دستوں کے سپاہیوں سے کہا کہ اگر آج تم متفرق ہو گئے تو پھر کبھی جمع نہیں ہو سکو گے۔ اگر ہم مل کر مقابلہ کریں تو ممکن ہے کہ خدا ہمیں غلبہ عطا کرے۔ چنانچہ ہرمز کی بھاگی ہوئی فوج اور قارن کے لشکر نے ملکر مذار میں پڑاؤ ڈال دیا۔ قارن نے ہراول دستے پر قباذ اور انوش جان کو مقرر کیا جو جنگ ذات السلاسل میں فرار ہو گئے تھے۔ دوسری طرف حضرت خالد کا لشکر تھا۔ دونوں طرف سے مقابلہ ہوا۔ دونوں حریفوں کی نہایت غیظ و غضب کی حالت میں مڈھ بھیڑ ہوئی۔ قارن، انوش جان اور قباذ تینوں مقابلہ میں مارے گئے۔ ان تینوں سرداروں کے مارے جانے سے ایرانی حوصلہ ہار بیٹھے اور میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ اس جنگ میں اہل فارس کی بہت بڑی تعداد ماری گئی۔ ایک روایت کے مطابق اس جنگ میں تیس ہزار ایرانی قتل ہوئے جو نہر میں ڈوب کر مر گئے وہ ان کے علاوہ تھے۔ جنگ مذار حیرہ سے کچھ ہی فاصلے پر ہوئی تھی۔ حیرہ خلیج اور مدائن کے تقریباً درمیان میں واقع ہے۔ جنگ کے بعد کے معاملات سے فارغ ہونے کے بعد حضرت خالد بن ولید دشمن کی نقل و حرکت کی خبروں کی جستجو میں لگ گئے۔

حضور انور نے فرمایا: جنگ ولجہ ایک جنگ ہے جو 12 ہجری میں ہوئی۔ ولجہ کسکر کے قریب خشکی کا علاقہ ہے۔ جنگ مذار میں چونکہ ایرانیوں کو شرمناک شکست کا سامنا کرنا پڑا اسلئے ایرانی شہنشاہ نے ایک اور حکمت عملی طے کرتے ہوئے اور زیادہ تیاری کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی منصوبہ بندی کی۔ عراق میں عیسائیوں کا ایک بہت بڑا قبیلہ بکر بن وائل آباد تھا۔ شہنشاہ اردشیر نے انہیں طلب کیا اور ان کی ایک فوج مرتب کر کے انہیں مسلمانوں سے معرکہ آرائی کے لئے ولجہ کی جانب روانہ کر دیا اور پیچھے سے ایک بڑے سپہ سالار بہمن جازویہ کو بھی ایک بھاری لشکر کے ساتھ ان کے پیچھے ہی روانہ کر دیا۔ جب خالد بن ولید کو فارسی فوج کے ولجہ میں جمع ہونے کی خبر ملی اس وقت آپ بصرہ کے قریب تھے۔ آپ نے اپنی فوج کو لے کر ولجہ کی طرف پیش قدمی کی اور دشمن کے لشکر اور اس کی معاون جماعتوں کے مقابل پر اترے اور شدید ترین جنگ ہوئی۔ حضرت خالد بن ولید نے فوج کے دونوں طرف مجاہدین کے ذریعہ گھات لگا رکھی تھی آخر کار گھات لگائے ہوئے دونوں دستے دونوں طرف سے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ ایرانیوں کی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں مگر حضرت خالد بن ولید نے سامنے سے اور گھات لگائے ہوئے دونوں دستوں نے پیچھے سے ان کو ایسا گھیرا کہ وہ بوکھلا گئے یہاں تک کہ کسی کو اپنے ساتھی کے قتل کی بھی پرواہ نہ رہی۔ دشمن فوج کا سپہ سالار ہزیمت خوردہ ہو کر بالآخر مارا گیا۔ کاشتکاروں کے ساتھ حضرت خالد بن ولید نے وہی سلوک کیا جو ان کا طریق تھا یعنی ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا۔

حضور انور نے فرمایا: پھر جنگ اُلیس ہے جو بارہ ہجری میں ہوئی۔ اُلیس بھی عراق کی بستیوں میں سے ایک بستی تھی۔ حضرت خالد کے ہاتھوں ولجہ کی جنگ میں قبیلہ بکر بن وائل اور ایرانیوں کو پہنچنے والی ایک اور عبرتناک شکست سے ان کے ہم قوم عیسائی غضبناک ہو گئے۔ انہوں نے ایرانیوں کو اور ایرانیوں نے ان کو خطوط لکھے اور اُلیس کے مقام پر سب جمع ہو گئے۔ ان کا سردار عبدالاسود عجلی مقرر ہوا۔ اسی طرح ایرانی بادشاہ نے بہمن جازویہ کو خط لکھا کہ تم اپنے لشکر کو لے کر اُلیس پہنچو اور فارس اور عرب کے نصاری میں سے جو لوگ وہاں جمع ہیں ان سے جا ملو لیکن بہمن جازویہ خود تو لشکر کے ساتھ نہ گیا البتہ اس نے اپنی جگہ ایک اور نامور بہادر جابان کو روانہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ لوگوں کے دلوں میں جنگ کا جوش پیدا کرو مگر میرے آنے تک دشمن سے لڑائی شروع نہ کرنا سوائے اس کے کہ وہ خود پہل کریں۔ جابان اُلیس کی طرف روانہ ہوا۔ بہمن جازویہ خود ایرانی بادشاہ اردشیر کے پاس گیا تاکہ اس سے مشورہ کرے مگر یہاں آ کر دیکھا کہ بادشاہ بیمار پڑا ہے اس لئے بہمن جازویہ تو اس کی تیمارداری میں لگ گیا اور جابان کو کوئی ہدایت نہ بھیجی۔

حضرت خالد صرف ان عربوں اور نصرانیوں سے لڑنے کے ارادے سے آئے تھے مگر اُلیس میں جابان سے سامنا ہو گیا۔ حضرت خالد نے اپنی فوج کی صف آرائی اس طرح کی جیسا کہ اس سے پہلے کی لڑائیوں میں کر چکے تھے۔ شدید ترین لڑائی ہونے لگی۔ ایرانیوں کو بہمن جازویہ کے آنے کی توقع تھی اس لئے خوب جم کر بڑی شدت سے لڑے کیونکہ جابان ان کو امید دلا رہا تھا کہ بہمن ایک بڑا لشکر لے کر چل پڑا ہے اور ابھی پہنچنے ہی والا ہے جبکہ اصل حقیقت یہ تھی کہ بہمن کو تو ایرانی بادشاہ کے بیمار ہونے کی وجہ سے نہ بادشاہ سے صورتحال ذکر کرنے کا موقع ملا اور نہ ہی وہ خود لشکر لے کر آ سکتا تھا بلکہ اس کا جابان سے کسی قسم کا رابطہ بھی نہ رہا تھا۔ بہرحال بڑی سخت جنگ ہوئی۔ ایرانی لشکر میں سے پہلے عیسائیوں نے حملہ کیا لیکن ان کا سردار مالک بن قیس مارا گیا۔ اس کا مارا جانا تھا کہ ان کی ہوا اکھڑ گئی اور وہ بددل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر جابان نے ایرانی فوج کو آگے جھونک دیا۔ ایرانی اس امید پر کہ ابھی بہمن نئی کمک لے کر آیا چاہتا ہے خوب دلیری سے لڑے۔ مسلمانوں نے بار بار حملے کئے لیکن ہر بار ایرانیوں نے کمال پامردی اور مستقل مزاجی سے حملے کو ناکام بنا دیا۔ بالآخر حضرت خالد بن ولید نے مادی اسباب و ذرائع کو ناکافی ہوتا دیکھ کر بڑی عاجزی سے ہاتھ اٹھا کر فتح کی دعا مانگی۔ اس کے بعد حضرت خالد نے جنگی چال چلتے ہوئے فوج کو دائیں اور بائیں جانب سے ایرانی لشکر کے عقب پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس حملے سے ایرانی لشکر تتر بتر ہو گیا اور اسے بھاگنے اور ہتھیار ڈالنے میں ہی عافیت نظر آئی۔ حضرت خالد نے حکم دیا کہ دشمن کو پکڑ کر قیدی بنا لو اور مقابلہ کرنے والوں کے سوا کسی اَور کو قتل نہ کرو۔ ایرانی ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ ان کے ہزاروں سپاہی دریا میں گر کر ڈوب گئے۔ اس لڑائی میں ستر ہزار ایرانی مارے گئے۔ مسلمان ایک سو اڑتیس شہید ہوئے۔ بہرحال مورخین کو اس بات پر بھی حیرت ہوتی ہے کہ مسلمانوں نے ایرانیوں کی اتنی بڑی تعداد کو کیسے مار ڈالا۔

امغیشیا کی فتح کے بارے میں لکھا ہے امغیشیا کو اللہ نے صفر بارہ ہجری میں جنگ کے بغیر ہی فتح کرا دیا تھا۔ امغیشیا عراق میں ایک جگہ کا نام ہے۔ جب حضرت خالد اُلیس کی فتح سے فارغ ہو گئے تو آپ نے تیاری کی اور امغیشیا آئے مگر آپ کے آنے سے قبل ہی وہاں کے باشندے جلدی سے بستی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو امغیشیا سے اس قدر مال غنیمت حاصل ہوا کہ ذات السلاسل سے لے کر اب تک کسی جنگ میں حاصل نہیں ہوا تھا۔ اُلیس اور امغیشیا کی فتح کی اطلاع حضرت خالد نے جندل نامی ایک شخص کے ذریعہ روانہ کی تھی جو ایک بہادر گائیڈ کے طور پر مشہور تھے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچ کر حضرت خالد کی بہادری کے کارنامے بہت عمدگی سے بیان کئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جندل کی شجاعت، پختہ رائے اور فتح کی خبر سنانے کا انداز بہت پسند آیا۔ اس موقع پر حضرت ابوبکر نے فرمایا: اب عورتیں حضرت خالد بن ولید جیسا شخص پیدا نہیں کر سکیں گی۔ حضور انور نے فرمایا: باقی انشاء اللہ آئندہ۔

......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad